ایسے بدنصیب۔ جن کے بارے میں زبان نبوی ﷺ سے نکلا

فلیس منا

وہ ہم میں سے نہیں

عبدالمنان راسخ

مکتبہ قدوسیہ

ایسے بدنصیب جن کے بارے میں زبانِ نبوی ﷺ سے نکلا

فَلَیْسَ مِنَّا

"وہ ہم میں سے نہیں"

عبد المنان راسخ

العبد الفقیر الی اللہ الغنی

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

فہرست

تقریظ

الحمد للّٰه والصلاة والسلام علی رسول اللّٰه عبده وصفيه وخير خلقه، وعلى اٰله وصحبه ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين أما بعد

کسی انسان کا امت محمدیہ کا فرد ہونا اس کی بہت بڑی خوش بختی اور سعادت مندی ہے کیونکہ یہ وہ امت ہے جو پہلی تمام امتوں سے بہتر اور افضل ہے، آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے ﴿اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ أُمَّةً، أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى﴾ (ترمذی، وقال: حدیث حسن، ابن ماجہ، الدارمی، وحسن اِسنادہ الالبانی راجع المشکاۃ رقم 6285) ''کہ تم سترویں اُمت ہو، اگرچہ اس دنیا میں آخری امت ہو لیکن فضیلت میں تم سب سابقہ امتوں سے۔ اللہ کے ہاں بہتر اور معزز ہو۔

یہ ارشادِ گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ کی شرح اور تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اس انسان کی بدبختی اور بدقسمتی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جس کو اس کی بعض بری اور قبیح حرکتوں اور بعض جرموں کی وجہ سے صاحب ھذہ الامۃ سید ولد آدم علیہ السلام اپنی مبارک زبان سے امت سے خارج کردیں یا امت سے تعلق و رشتہ ٹوٹ جانے کی خبر سنائیں۔ نسأل اللّٰه العفو والعافية

محترم جناب عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ کی کتاب ﴿فَلَيْسَ مِنَّا﴾ میں ایسی ہی احادیث مبارکہ کو جمع کیا گیا ہے۔ جن میں ایسے گناہوں کا ذکر ہے جن کے ارتکاب کی بنا پر انسان اس سخت وعید کا حق دار بن جاتا ہے۔

اس لئے کتاب ﴿**فَلَيْسَ مِنَّا**﴾ ہر امتی کے لئے بہت مفید اور خیر و برکت کی باعث ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ میری تمام اہل اسلام، مرد و زن، چھوٹوں، بڑوں سے

گزارش ہے کہ ہمارے محترم فاضل بھائی عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ کے قلم سے کھلے ہوئے پھول اور بکھرے ہوئے موتیوں سے بھرپور استفادہ کریں۔

ہم سب کو اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور وہ تمام گناہ اور برے کام چھوڑ دینے چاہئیں، جن کے ارتکاب پہ زبان رسالت سے یہ وعید وارد ہے ﴿لَیْسَ مِنَّا أو لیس منّی﴾ کہ ان گناہوں کے مرتکب کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

آخر میں میں اپنے فاضل بھائی کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس مبارک کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اور اس کتابچہ کو ہر خاص و عام کے لئے مفید اور مبارک بنائے۔ آمین ثم آمین

العبدالضعیف

طارق محمود ثاقب بن محمد علی ☆

8 ستمبر 2004ء

☆ جید باعمل عالمِ دین، فاضل مدینہ یونیورسٹی، ریسرچ سکالر ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

انتساب

محترم بھائی ابوبکر قدوسی حفظہ اللہ

اور

عمر فاروق قدوسی حفظہ اللہ

جو اپنے والد گرامی حضرت قدوسی شہید رحمہ اللہ کی طرح

اہل علم کے قدردان

اور

مسلک حق کے پاسبان ہیں......

اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل، اہل و عیال اور اخلاص و تقویٰ میں مزید برکت اور اضافہ فرماتے ہوئے دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے...... آمین

عبدالمنان راسخ

۸ ستمبر ۲۰۰۴ء

گزارشاتِ راسخ

الحمدللّٰه الذی بِنِعمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ...........

حمد وثناء، کبریائی، بڑائی اور عظمت اُس قادرِ مطلق اللہ ذوالجلال والاکرام کیلئے جس کی خاص عنایت اور فضل وکرم سے مجھ جیسے ناچیز، حقیر اور کم علم کو احادیث رسول ﷺ کی تشریح وتوضیح لکھنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی۔

درود وسلام سید الانبیاء والمرسلین جناب محمد ﷺ کی ذات گرامی کیلئے جو ہمارے رہبر ورہنما اور مرشد بن کر اس کائنات میں تشریف لائے اور جن کی سیرت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

رحمت وبخشش اور بلندیٔ درجات کی دعا آل محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ کے لئے جن کی محبت وعقیدت کو میں جزو ایمان اور ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔

قارئین کرام! میں نے اس رسالے میں تقریباً وہ تمام احادیث صحیحہ جمع کردی ہیں جن میں رسول اللہ نے شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ ﴿فَلَيْسَ مِنَّا﴾ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ﴿فَلَيْسَ مِنَّا﴾ کی مکمل تشریح وتوضیح آپ آگے پڑھیں گے۔

میں یہاں صرف یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان امور وحرکات کو فوراً چھوڑ دیں جن کو کرنے سے رسول اللہ کے ساتھ رشتہ اگر مکمل طور پر ٹوٹتا نہیں تو کمزور ضرور ہوجاتا ہے۔ اس قدر سخت وعید کا مستحق ٹھہرنے سے مکمل اجتناب کریں وگرنہ جہاں آپ کا ایمان بگڑے گا وہاں مسلم معاشرے کا امن وامان بھی ضرور تباہ ہوگا کیونکہ اس وعید میں وارد تقریباً تمام احادیث کا تعلق صرف ذاتیات سے نہیں بلکہ معاشرے کے

ساتھ ہے ان تمام کاموں کے اچھے برے اثرات معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں مثلاً سنت سے بے رغبتی، سنگدلی و بے ادبی جادو، دھوکہ فراڈ، اسلحہ نکالنا، بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانا وغیرہ

ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کے سچے غلاموں کو یہ حرکتیں زیب نہیں دیتیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عظیم منصب اور مقام کے مطابق اچھے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحمدللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے قلم اٹھایا ہے اور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ عظام اور محدثین حضرات کی محنتوں، کوششوں، کاوشوں اور قربانیوں کی قدر کرتے ہوئے تمام روایات صحیح درج کی ہیں، الحمدللہ اس کتاب میں کوئی ایسی حدیث رسول نہیں جو کہ ضعیف یا غیر ثابت ہو۔ البتہ چند ضعیف روایات تنبیہ کیلئے آخر میں لکھ دی ہیں۔

آخر میں اپنے تمام اساتذہ، مشائخ اور رفقاء کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میری تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اس رسالے کے حوالے سے میں بالخصوص اپنے محترم بھائی علی حیدر حکیم کا شکرگزار ہوں جنہوں نے میری رہنمائی فرمائی۔ جزاہ اللہ عنی خیراً

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام حسنات قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

العبدالفقیر الی الله الغنی

عبدالمنان الراسخ

خادم السنة النبوية الشريفة

حالیاً استاذ الحدیث/جامعہ امام بخاری

8 ستمبر 2004ء بروز بدھ

سرگودھا

فَلَیْسَ مِنَّا کا صحیح مفہوم

"فَلَیْسَ مِنَّا" کا معنی ہے وہ ہم میں سے نہیں، یہ جملہ کسی شخص سے نفرت، بیزاری اور براءت کا اظہار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اس جملہ کے مفہوم میں چند احتمالات پیدا ہوتے ہیں کہ "وہ ہم میں سے نہیں" سے کیا مراد ہے؟ کیا ہماری امت میں سے نہیں، سچے کامیاب مسلمانوں میں سے نہیں، ہمارے طریقے پر نہیں، ہمارے حکم اور فیصلے پر نہیں یا جو لوگ شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے ان میں سے نہیں۔ اس سلسلہ میں پہلے حضرت محدثین کرام اور شارحین عظام کی توجیہات و تشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔

1)...... امام ابن حجر اور عبدالرحمٰن مبارکفوری رحمہما اللہ سمیت کئی اہل علم فرماتے ہیں کہ "لَیْسَ مِنَّا أیْ مِنْ أھْلِ سُنَّتِنَا وَطَرِیْقَتِنَا" "وہ ہم میں نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں "وَلَیْسَ المرادُ بِہٖ إخراجَہٗ عَنِ الدِّیْنِ" اور اس سے مراد کسی آدمی کا دین سے نکلنا نہیں "وَلٰکِنْ فائدۃُ إیْرَادِہٖ بِھٰذا اللفظِ المبالغۃ فی الردع عن الوقوع فی مثلِ ذلک" اور ان الفاظ کے بولنے کا فائدہ ڈانٹ اور ممانعت میں زیادتی و مبالغہ ہے تاکہ اس طرح کے کاموں میں کوئی واقع نہ ہو۔

2)...... اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ "فَلَیْسَ مِنَّا أیْ لَیْسَ عَلٰی دِیْنِنَا الکامِلِ" "وہ ہم میں نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے مکمل دین پر نہیں۔ یعنی اس کا دین غیر مکمل اور ناقص ہے۔

3)...... کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ "لَیْسَ مِنَّا ای لَیس من أدِبنا أولیس مِثْلَنَا" "وہ ہم میں سے نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارا ادب پر نہیں یا وہ ہماری طرح

نہیں۔محدثِ کبیر حضرت امام سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالیٰ ''كَانَ يَكْرَهُ الخَوضَ فِي تَاوِيلِه وَيَقُولُ: ''يَنبَغِي أنْ يُمْسَكَ عَن ذَلِكَ لِيَكُونَ اَوقَعَ فِي النُّفُوسِ وَأبْلَغَ فِي الزَّجْرِ''1 اس طرح کی تفسیر (جو اوپر لکھی گئی ہیں) کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کی تاویل سے رک جانا بہتر ہے تا کہ وہ دلوں میں زیادہ اثر کر ا اور زجر و توبیخ، ڈانٹ ڈپٹ میں زیادہ مبالغہ آمیز ثابت ہو۔

قارئین کرام! یہ موقف اگر چہ درست ہے کہ اس جملہ کے بولنے سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا بلکہ دائرہ اسلام میں ہی رہتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ مکمل مسلمان نہیں، اس کا اسلام ناقص اور غیر مکمل ہے اور وہ سخت گنہگار، نافرمان اور باغی ہے۔آپ اس جملے کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی باپ کہے اگر میرے بیٹے نے فلاں کام کیا تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

یعنی اپنے کئے کا وہ خود ذمہ دار ہے اور میری شفقت، توجہ اور تعاون سے مکمل محروم ہے۔ یہ جملہ اگر باپ بیٹے کے متعلق کہے تو یہ اس کے لئے مر جانے کا مقام ہے اور ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی کہ باپ اُس سے حد درجہ بیزار اور تنگ ہے اور اس کا بیٹا نافرمان، سرکش اور باغی ہے۔

یاد رکھیں! یہی جملہ اگر رحمت اللعالمین کہیں اور اس کا مصداق کوئی شخص ٹھہر جائے تو ایسے شخص کا ایمان بھی خطرے میں ہے اور روزِ حشر اس کی شفاعت بھی مشکل ہوگی۔

لہٰذا جن کاموں سے نفرت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کرنے والوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کیا ہے ان کو فوراً چھوڑ دیں اور اپنے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کے مکمل مطیع اور فرماں بردار بن جائیں۔آمین ثم آمین

قرآنِ مجید کو غنا سے نہ پڑھنے والا ہم میں سے نہیں!

قرآن حکیم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے خوش قسمتی سے اس کا نزول ہماری رشد وہدایت کے لئے آخرالزمان پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوا۔

قرآن پاک کا ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک جہاں رکھتا ہے آیاتِ قرآنیہ کی فصاحت و بلاغت اس قدر عالی ہے کہ عرب کے بڑے بڑے شعراء، ادباء اور فصیح اللسان عربی النسل بھی اس کی برابری کرنے میں ناکام رہے اور یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے کہ ﴿مَاهٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ﴾ یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

اس کلامِ الٰہی میں تاثیر، قوت، لذت اور روحانیت اس قدر زیادہ ہے کہ جاہل سے جاہل شخص بھی اگر غور سے اس کی تلاوت کرے یا تلاوت سنے تو اطمینان وسکون، خوشی ومسرت اور تازگی وفرحت سے شاداں ہو جاتا ہے۔

جو شخص قرآن مجید سے اپنا تعلق مضبوط رکھتا ہے اللہ اس کو بلندی عطا فرماتے ہیں اور جو اس کی قدر کرتا ہے رب اس کو عزت وعظمت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرتے ہیں۔

لٰہذا تعلق اور قدر یہ دونوں خوبیاں پیدا کرتے ہوئے بڑے ذوق وشوق اور آداب سے اس کی تلاوت کرنی چاہیے۔ قرأت وتجوید اور ادائیگی تلفظ کو ملحوظِ خاطر رکھنا ازحد ضروری ہے۔

✿ قرّاء کرام کی خدمت میں:

الحمد للہ اکثر قرّاء کرام عمدہ انداز اور صحیح تلفظ کیساتھ بڑے ہی پیارے لہجے میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، اُن کی پیاری آواز اور اچھے انداز کے پیشِ نظر آدمی تلاوتِ قرآن میں مست ہو کر ایقان ویقین اور ایمان کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔ اللہ

ہمارے ایسے قرآء کی حفاظت فرمائے اور وہ زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن سنا کر ہمارے دلوں کی بنجر زمین اور ویران بستی کو آباد کرتے رہیں۔

مگر! کچھ قاری حضرات اس قدر تکلف وتصنع کرتے ہیں کہ کانوں میں انگلیاں دے کر، آنکھیں بند کرتے ہوئے حد درجہ زور لگاتے ہوئے ایک سانس میں آیات کو کھینچنے اور زیادہ پڑھنے کی بڑی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ خودساختہ، مبنی برغلو بلکہ آدابِ تلاوت ہی کے سراسر خلاف ہے، اسی طرح کچھ نقّال خطباء بھی ترنم کے نشے میں قرآن حد درجہ غلط پڑھتے ہیں۔ قراءت وتجوید اور ادائیگی تلفظ کا ہرگز خیال نہیں رکھتے بلکہ صرف سُر اور راگ کو سیٹ کرنے کے چکروں میں لگے رہتے ہیں۔

یاد رکھیں! آج کل یہ سب کچھ عوام کو خوش کرنے اور ان سے داد وصول کرنے کے لئے ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے خطباء وقراء خود قرآں کی روحانیت حتیٰ کہ ترجمہ تک سے غافل ہوتے ہیں جبکہ ایسے لوگوں کے لئے قرآن میں سخت وعید ہے۔

سنت کے مطابق اندازِ قراءت:

احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہر آیت پر رُک کر، ٹھہرتے ہوئے آہستگی کے ساتھ تلاوت کرتے، اگر کوئی آپ ﷺ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو آسانی سے کرسکتا تھا۔ مگر ہمارے ہاں شروع ہی سے حافظ صاحب کو تیزی، سپیڈ اور جلدی کی ایسی عادت ڈال دی جاتی ہے کہ وہ ساری زندگی قینچی کی طرح آیات قرآنیہ کو کترتا رہتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی قراءت و تلاوت کی دوسری نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ کے لہجہ میں رقت ہوتی، آپ ﷺ رو رو کر، رُک رُک کر تلاوت فرماتے، حتیٰ کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

یہی اندازِ صدیقی تھا اور یہی طرزِ فاروقی تھی اور اسی لئے آپ نے ارشاد بھی فرمایا:

''کہ تم میں سب سے بہتر قاری وہ ہے جو قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہو:

﴿إنّ أحسنَ النَّاسِ قِرَاء ةً الَّذِیُ إذاقرا‌ءَ رأیُتَ انه یخشی اللّٰہَ﴾1
یعنی جسے تم دیکھو کہ وہ خشیت الٰہی کے سائے تلے تلاوتِ قرآن کر رہا ہے جان لو وہ سب سے افضل اور بہتر قاری ہے۔

مگر افسوس کہ امت کا یہ اندازِ تلاوت نہ رہا۔

رہ گئی ہے رسمِ اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصافِ حجازی نہ رہے

قرآن کو غنا سے نہ پڑھنے والا ہم میں سے نہیں:

سید المحدثین حضرت امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَیُسَ مِنَّا مَنُ لَمُ یَتَغَنَّ بِالُقُرآنِ﴾2
''قرآن کو غنا سے نہ پڑھنے والا ہم میں سے نہیں''

غنا کا مفہوم:

قرآن مجید کو غنا کے ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی آواز سنوار کر پڑھے اپنی فطری آواز کو اچھا، سوہنا اور خوبصورت بنا کر تلاوت کرے، تلاوت قرآن کے وقت ایسی بے توجہگی نہ ہو کہ بے رخی اور سستی کے انداز میں قراءت کرے اور دل روحانیت کی بجائے بوریت محسوس کرے۔ سامعین سن کر فوراً اکتا جائیں بلکہ ذوق و شوق کے ساتھ، ٹھہر ٹھہر کر، تلفظ کی درستی اور آواز کی خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ

---

1 سلسلة الاحادیث الصحیحة 111/4، حدیث نمبر 1583

2 صحیح بخاری شریف، کتاب التوحید، باب قول اللہ واسروا قولکم 623/13، حدیث 7527 (مع الفتح)

تلاوت کرے تاکہ صحیح معنوں میں، تلاوت قرآن کے فیوض و برکات اور تجلیات کو اپنے دامن میں سمیٹا جا سکے۔

دیگر روایات میں بھی اچھے انداز اور اچھی آواز میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿زَيِّنُوا القرآن بِأَصواتِكُمْ، فان الصوت الحسن يزيد القرآن حُسنًا﴾ 1

''اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو، بے شک اچھی آواز قرآن مجید کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔''

حضرت علقمہ بن قیس کو اللہ تعالیٰ نے بہت خوبصورت آواز دی تھی اور بالخصوص قرآن مجید انتہائی پروقار لہجے اور بہترین انداز میں پڑھتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خصوصی طور پر بلوا کران سے تلاوتِ قرآن سنتے، جب حضرت علقمہ تلاوت ختم کرتے تو آپؓ فرماتے ﴿إقرأ فداكَ أبي وأمي﴾ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں اور قراءت کرو۔ پھر حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

﴿حُسْنُ الصَّوْتِ زِينَةُ الْقُرْآنِ﴾ 2

''اچھی آواز قرآن مجید کی زینت ہے۔''

قرّاء و خطباء خصوصی توجہ فرمائیں:

مسلمان دنیا میں آخرت کی تیاری کے لئے آتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسی کی

1 سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب التغني بالقرآن، جلد 2 صفحہ 478، مستدرک الحاکم (1/575) سلسلة الاحاديث الصحيحة 401/2 حديث 771

2 سلسلة الاحاديث الصحيحة 429/4، حديث 1815

خوشنودی مومن کا مقصد ہے۔اس پرفتن دور میں اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے نیک اعمال میں آگے بڑھنا سب سے افضل کام ہے، مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ کا مطالعہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ایسا وقت ہمارے سر پر تو نہیں؟ اگر واقعتاً ہمارے حالات ایسے ہو چکے ہیں تو پھر ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کے آخری حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمانبردار بننا چاہیے۔

آقا علیہ السلام کا فرمان ہے:

﴿بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ خِصَالاً سِتًّا: إِمْرَةَ السفها، وكثرة الشُّرَطِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِم، وَبَيْعَ الْحكم واستخفافًا بالدَّم، ونَشْوًا يتخذونَ الْقُرْآن مزاميرَ، يُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لَيْسَ بِأَفْقَهِهِمْ وَلَا اَعْلَمِهِمْ، مايُقَدِّمُوْنَهُ إِلَّا لِيُغَنِّيَهُمْ﴾ [1]

چھ چیزیں واقع ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، بے وقوفوں کی حکومت، پولیس کی زیادتی، قطع رحمی، رشوت سے فیصلے، قتل کو معمولی سمجھنا اور ایسی نئی نسل پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو موسیقی بنا لیں گے وہ ایک ایسے آدمی کو امامت کیلئے آگے کریں گے جو ان میں سے زیادہ فقیہ ہوگا اور نہ زیادہ علم والا اُس کو صرف اس لئے آگے کریں گے کہ وہ انہیں موسیقی کے انداز میں قرآن سنائے۔

قرآن مجید کو اوپر سے دیکھ کر پڑھنا:

قرآن مجید کو کھول کر اوپر سے دیکھ کر پڑھنا کوئی کمی یا عیب نہیں بلکہ افضل و بہتر عمل ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے کہ:

---

[1] مسند احمد 3 / 494، حدیث علیم عن عبس، سلسلة الأحاديث الصحيحة 672/2، حديث 979، صحیح الجامع الصغیر وزیادته 543/1، حدیث 2814

﴿مَنْ سَرَّہٗ ان یُحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَلْیَقْرَأ فِی الْمُصْحَفِ﴾ 1؎
جس کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے تو وہ مصحف (قرآنی نسخہ) سے پڑھے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن اوپر سے دیکھ کر پڑھنا بہت شرف اور مقام کی بات ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو سنت رسول کے مطابق قرآن پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

جس نے میری سنت سے منہ پھیرا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

رسول اللہ ﷺ کے سچے امتی ہونے کی حیثیت سے ہمیں آپ ﷺ کی ہر ادا، عادت اور سنت سے محبت رکھنی چاہیے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی مزید ترغیب وتلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ 2؎
''تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔''

مگر آج کل ہمارے مسلم معاشرہ میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے بہت زیادہ اعراض کیا جاتا ہے اپنے ہر معاملے میں اپنی یا اپنے دوست کی مرضی، خوشی اور پسند کو ترجیح دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہماری وضع قطع، لباس اور عادات رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہیں، بلکہ ہم اپنے ماحول، معاشرے اور دوستوں کو خوش کرنے کے لئے یہود وہنود اور انگریز کے پیروکار بن چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عادات اور آپ کی سنتوں سے محبت تو درکنار ان کا مذاق اور ان سے نفرت کی جاتی ہے اور جب کوئی امت اپنے رسول کے طور طریقے، طرزِ زندگی اور فرامین سے منہ موڑ لے، ان کی اہمیت وحیثیت کو گراتے ہوئے بے قدری پر اُتر آئے تو اللہ جل شانہ ایسے لوگوں پر طرح طرح کے کئی عذاب مسلّط فرما دیتے ہیں اور آج ہماری یہی حالت ہے۔

1؎ حلیۃ الأولیا، وطبقات الاصفیاء آخر حدیث فی ذکر شعبۃ بن الحجاج، رقم 388 سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 5 / 452، حدیث نمبر 2342۔ 2؎ سورہ احزاب: 21

سنتوں سے مذاق اوران سے نفرت:

بدنصیب اور نامراد ہے وہ شخص جولوگوں اور دوستوں کوخوش کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی مخالفت کرتا ہے اور آوارگی وسرکشی نے اس قدر اُس کو بے لگام کردیا ہے کہ وہ سرعام ان کا مذاق اڑاتا ہوا اُن سے نفرت کرتا ہے۔ مثلاً

داڑھی اسلام میں جہاں فرض ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی پہچان اور آپ کی پیاری سنت ہے۔ آپ ؐ نے اس کو رکھنے اور بڑھانے کا کئی دفعہ حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود بڑے بڑے سمجھدار، باشعور اور مذہبی نمازی لوگ بھی سرعام مخالفت کرتے ہوئے اس کو منڈواتے ہیں اور خلافِ رسول، مجوسیوں جیسی شکل بنا کر اپنی عورتوں اور دوستوں کوخوش کرتے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اسی طرح اسلامی وشرعی پردہ دیکھ لیں، بڑے بڑے مذہبی اور دینی لوگوں کے گھروں میں سنت کے مطابق پردہ نہیں ہوتا بلکہ رشتہ داروں کوخوش کیا جاتا ہے۔

جدید نسل اور پیشہ ور مولوی، ٹخنوں کے اوپر شلوار رکھنا، مسواک کرنا، برتن کو اچھی طرح صاف کرنا، کھانے کے بعد انگلیاں صاف کرنا اپنے لئے معیوب سمجھتے ہیں جبکہ یہ ساری رسول اللہ ﷺ کی محبوب سنتیں ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ہی متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[1]

''جولوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت آجائے یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔''

---

[1] سورہ نور، آیت نمبر:63

زندگی میں بہار اور سکون لانے کا طریقہ:

اگر آپ اپنے گھر میں رحمت، کاروبار میں برکت، چہرے پر رونق، گناہوں کی بخشش، فتنوں سے نجات غرض اپنی زندگی میں نور، بہار اور سکون دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد طریقہ اور حل یہی ہے کہ اپنا ہر کام رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق کریں اپنا ہر قدم رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق اٹھائیں۔ یقیناً جب آپ سنتِ رسول کے قدردان بن جائیں گے، سنت کی عظمت وقدر آپ کے دِل و دماغ میں موجزن ہوگی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ہر موڑ پر کامیاب اور ہر موقعہ پر سرخرو فرماتے ہوئے روز قیامت سرکارِ مدینہ کا ساتھ نصیب فرمائیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سنتِ رسول ﷺ:

اس سلسلہ میں آپ بے شمار واقعات پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں ضیافتِ طبع کے لئے حضرت معاویہؓ اور اُن کے والد قرہ کا عظیم جذبہ سُنت پیش خدمت ہے۔

حضرت قرّہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ﴿فَبَايَعْتُهُ﴾ اور آپ کی بیعت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک کو دیکھا تو اس کا پہلا (گلے کی طرف) بٹن کھلا ہوا تھا۔

حضرت عروہؒ بیان کرتے ہیں کہ

﴿فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ إِلَّا مُطْلَقَةً أَزْرَارُهُمَا﴾

''میں نے جب بھی معاویہ اور اُن کے بیٹے کو دیکھا، گرمی ہو یا سردی وہ اپنے بٹن کو کھول کر رکھتے تھے۔'' [1] سبحان اللہ

علامہ وحید الزماں خاں رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''سبحان اللہ صحابہؓ کو چھوٹی چھوٹی

1 (حسن) سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب حل الازرار

سنتوں میں بھی آنحضرت کی پیروی کا کتنا خیال تھا، جس حال میں اور جس وضع میں آپ کو دیکھا ساری عمر وہی وضع اور روش اختیار کی، آفرین ان کے عشق اور محبت پر اور کمال ایمان یہی ہے۔''1

قارئین کرام! اگر چہ ان معاملات میں آپ کی سنت کی پیروی فرض اور ضروری نہیں۔ لیکن پھر بھی کمالِ وفا یہی ہے کہ اپنے محبوب کی ہر ہر ادا اور ایک ایک سنت پر ساری زندگی عمل کیا جائے۔

میری سنت سے اعراض کرنے والا مجھ سے نہیں:

سیدنا حضرت انس بن مالک کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّي﴾2

''پس جس نے میری سنت بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں''

حدیث کا شانِ ورود:

تین صحابی رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے گھروں میں آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے کیلئے آئے۔ جب انہیں آپ کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے کچھ عزم کیے۔ ایک صحابی کہنے لگے میں رات کو آرام نہیں کروں گا، صرف عبادت کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ نفلی روزے رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ جب آپ کو اپنے تینوں جانثاروں کے متعلق یہ خبر ملی تو آپ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا کیا تم لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں......؟

---

1 حاشیہ سنن ابن ماجہ 418/3

2 صحیح بخاری شریف، کتاب النکاح ، باب الترغیب فی النکاح 131/9 ،حدیث 5063 (مع الفتح) صحیح مسلم، کتاب النکاح ،باب استحباب النکاح، سنن النسائی، کتاب النکاح، باب النهي عن التبتل

یاد رکھو! اللہ کی قسم میں زیادہ ڈرنے والا اور متقی ہوں۔ لیکن اس کے باوجود میں ﴿اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ﴾ روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں ﴿اُصَلِّی وَأَرْقُدُ﴾ نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ﴿وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ﴾ اور میں عورتوں سے شادی کرتا ہوں، پس جس کسی نے میری سنت سے منہ پھیرا، اعراض کیا، بے رغبتی کی، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔[1]

قارئین کرام! اس حدیث مبارکہ کا شانِ ورود اور پس منظر پڑھ لینے کے بعد ہمیں اپنی ہر ہر ادا سنت کے مطابق کرنی چاہیے اور بالخصوص نفلی عبادت، نفلی روزہ اور نکاح وشادی کے معاملات میں اسوہ رسولؐ پر عمل کرنا چاہیے۔

افسوس ہے کہ آج اکثر مذہبی لوگ نفلی عبادات میں افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ ایک طبقہ تو نفلی عبادت کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا اور دوسری طرف شریعت سے ناواقف لوگ حد درجہ غلو کرتے ہوئے عجیب قسم کی نذر و نیاز مانتے ہیں اور اسی طرح شاید کوئی ایسی شادی ہو جس میں سنت کا مکمل طور پر لحاظ رکھا جائے وگرنہ دیندار مذہبی لوگ بھی شادی کی تمام رسومات کو پوری طرح ادا کرتے ہیں۔ ان کو چھوڑنے کی بجائے جواب دیتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہماری نفلی عبادت میں لذت ہے نہ ہی نئے رشتے کے بندھن میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر معاملہ میں سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑنے والا لعنتی اور ذلیل ہے:

رسول اللہ ﷺ کی عادت، پسند اور سنت چھوڑنا بہت بڑی جسارت ہے۔ اور بالخصوص جو آپ کی سنت اور طریقے کے ہوتے ہوئے رسم ورواج، مغربی طور اطوار اور

---

1. حوالہ سابقہ

جاہلیت کے انداز اپناتا ہے وہ دین اسلام کی نظر میں ذلیل اور لعنتی ہے۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے چھ آدمیوں پر میں نے اور اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور چھٹا لعنتی ﴿وَالتَّارِکُ لِسُنَّتِی﴾ 1 ''میری سنت کو چھوڑنے والا ہے۔''

مزید آپ ﷺ فرماتے ہیں:

﴿جُعِلَتْ الذلّةُ والصَّغارُ علی مَنْ خَالَفَ أمْرِی﴾ 2

''میرے حکم اور طریقے کی مخالفت کرنیوالے پر ذلت ورسوائی ڈال دی گئی ہے''

مسلمان بھائیو! اپنی زندگی کو مسنون بنائیں، ہر کام میں رسول اللہ کے حکم اور آپ کے طریقے کو بنیاد سمجھیں اپنی طرف سے دین میں اضافہ اور زیادتی نہ کریں۔

اس پرفتن دور میں جب کہ ہر طرف بدعات کا بول بالا ہے۔ لوگ دین کے نام پر بدعات کو عام کررہے ہیں اور عوام رسم و رواج میں ڈوب چکے ہیں۔ ایسے افراد ، اشخاص اور مجاہدین کی ضرورت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے پیار کرتے ہوئے انہیں عام کریں، بدعات اور رسم ورواج کا خاتمہ کریں۔ یقیناً یہ افضل جہاد ہے۔

لٹ گئی دولت ایماں یہ احساس نہیں
کچھ بھی فرمان محمد ﷺ کا ہمیں پاس نہیں
ہم وہ پہلی سی روش اور ادا بھول گئے
کیا ہیں محبت میں آداب وفا......؟ بھول گئے

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو محبوبِ کائنات کی سنتوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

1 (حسن) مستدرک حاکم، کتاب الایمان (36/1) صحیح ابن حبان 501/7، مجمع الزوائد 205/7

2 (صحیح) مسند احمد، تحقیق احمد محمد شاکر، 121/7

غیر مسلموں کی مشابہت اور اُن کے طریقے پر چلنے والا ہم میں سے نہیں:

نام کے مسلمانوں کا منافقانہ کردار دیکھ کر آج سے چند سال قبل شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا:

وضع میں تم ہو نصاری تو تمدن میں ہنود
مسلمان ہو جنہیں دیکھ کہ شرمائیں یہود

سو فیصد حقیقت بھی یہی ہے کہ آج ہمارا قانون انگریز کا، روایات چرچ کی، معاشرت یہود و نصاریٰ جیسی اور اکثر مذہبی رسومات ہندوؤں جیسی ہیں۔ موجودہ حالات میں مسلمان صرف نام کے عاشق رسول اور محبّ نبیؐ ہیں وگرنہ کام اور کردار میں تمام طور طریقے رسول اللہؐ کے مخالفوں، گستاخوں اور دشمنوں جیسے ہیں، آج نام نہاد عاشق مدینہ طیبہ سے آنے والی حدیث، بات اور حکم کو نہیں دیکھتا بلکہ یورپ سے آنے والے سٹائل کو ترجیح دیتا ہے۔ ہم مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے! کہ آج ہماری تہذیب وتمدن، ثقافت و کلچر، عادات، فضائل، بود و باش، رہن سہن، طور اطوار حتیٰ کہ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کے تمام طریقوں میں مغرب و یورپ کی نقالی ہے اس ضمن میں جو ورثہ ہم نے اسلاف سے پایا اس کو بری طرح فراموش کر دیا۔ آج آپ مسلم اور غیر مسلم کے گھر میں فرق نہیں کر سکتے جس طرح آوارگی، بے حیائی اور فحش گوئی وغیرہ مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے اس سے بڑھ کر بے راہ روی اور بغاوت مسلمانوں کے گھر میں ہوتی ہے، ظاہری وضع قطع، بود و باش اور لباس میں بھی ہر یورپی سٹائل کو سینے سے لگایا جاتا ہے۔ مولوی ہو یا مقتدی ہر ایک مغربی جال میں بری طرح پھنس چکا ہے اور یہی ہماری بزدلی، ناکامیابی، رسوائی اور ذلت کی بنیادی وجہ ہے

کیونکہ جو لوگ رب تعالیٰ کے پیارے حبیب کی پیاری اداؤں اور سنتوں سے منہ موڑ کر اپنا رخ غیروں کی طرف کر لیتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت اُن کو اللہ کی ناراضگی، لعنت اور پکڑ سے نہیں بچا سکتی۔

قارئین کرام! رسول اللہؐ نے سخت وعید سناتے ہوئے کہا ﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾ جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ بھی ان ہی میں سے ہوگا۔ یعنی انجام، پکڑ اور سزا میں ان کے ساتھ برابر شریک ہوگا۔

سوچئے! کہیں ہم اس بدتر انجام کی طرف تو نہیں جا رہے، مردوں کے کانوں میں بالیاں، گلے میں ٹائی، ٹیڑھا چیر، گھروں میں گانے، فلمیں، ڈرامے اور میچز دیکھنے کا نشہ، کھڑے پیشاب، کھڑے کھانا، فیشنی داڑھی، عورتوں کا نیم برہنہ لباس وغیرہ، یہ تمام طور طریقے اور انداز کن کے ہیں......؟ کیا یہی اسلام ہے؟ مسلمانی اسی کا نام ہے......؟ سرکارِ دو عالم کی سنت، عادت اور تہذیب و ثقافت ایسی ہی تھی......؟ ہرگز نہیں؟...... یقیناً آپ کا رُخ تباہی اور برے انجام کی طرف ہے۔

ہر کوئی مستِ مےِ ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو:

اگر سیرتِ رسول کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہمیں بہت سے معاملات ایسے ملتے ہیں جن میں رسول اللہؐ نے خود یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی اور ہمیں اُن کی مخالفت کرنے کا حکم دیا۔ مثلاً موچھیں کٹوانا اور داڑھی بڑھانا، 10 محرم کے ساتھ 9 کا روزہ رکھنا، سحری کھانا اور جلد افطار کرنا۔

اس لئے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے حکم اور ارشاد کی اطاعت کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنی چاہیے۔

صحابی رسولؐ کہتے ہیں کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَاتَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا النصارىٰ فانّ تَسْلِيمَ الْيهودِ الإشارةُ بالأصَابِع وإنّ تَسْلِيمَ النصارى الاشارة بالْاكفِّ﴾ 1

''غیروں کی مشابہت اختیار کرنے والا ہم میں سے نہیں، یہود و نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشاروں کے ساتھ ہے، اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلی کے اشارے کے ساتھ ہے۔''

اس حدیث کی روشنی میں ہمیں سلام کرتے وقت ہاتھوں اور انگلیوں کے اشاروں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مگر افسوس کہ اس قدر سخت وعید اور ممانعت کے باوجود مسلمان سلام کے آداب سے ناواقف ہیں اور بالکل یہود و نصاریٰ کی طرح سلام کرتے وقت ایک دوسرے کی طرف اشارے کئے جاتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا﴾ 2

''غیروں کے طریقوں پر عمل کرنے والا ہم میں سے نہیں''

قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ کو پڑھ کر غور فرمائیں کہ ہم غیر اسلامی تہوار منانے کیلئے کاروبار بند کرتے ہیں، کروڑوں روپیہ خرافات کی نظر کردیتے ہیں، غرض کہ خوب جان و مال اور وقت لگا کر رسول اللہؐ کے دشمنوں کے تہوار مناتے ہیں۔ اور اُن

---

1 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ (2/556) حدیث 5434، صحیح الترغیب والترھیب، 33/3، حدیث 2723، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین 267/5، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 227/5، حدیث 2194

2 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ، 957/2، حدیث 5439

کے رسم ورواج کو اپنا کر رسول اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ جبکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

اور یاد رکھیں! بالخصوص یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کی ہر رسم ہماری تہذیب اور ثقافت کیلئے ننگی تلوار اور خنجر کی حیثیت رکھتی ہے۔ حد درجہ مردہ ضمیری ہے کہ ہم ان خنجروں سے اپنی صاف شفاف تہذیب اور ثقافت کا روشن چہرہ داغدار کررہے ہیں۔

اوراگر ہمارا کردار اسی طرح بدتر رہا تو بقول شاعر

تمہاری تہذیب اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرے گی
شاخ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

ہمیں تو بحیثیت مسلمان تمام معاملات و معمولات میں رسول اللہ ﷺ کی سنت و عادت کو مقدم رکھنا چاہیے۔ یہی مسلمانی اور ایمان والوں کی نشانی ہے۔

حضرات صحابہ کرام ؓ اس قدر متبع سنت تھے کہ غیر مسلم ان قدسی صفات لوگوں کو مجنون کہا کرتے تھے اور اس قدر تعجب کرتے کہ یہ کیسے شیدائی لوگ ہیں کہ اپنے پیرومرشد کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ بلکہ اُن کا امام اُن کو جو کہتا ہے، جس طرح کہتا ہے، جب کہتا ہے اور جہاں کہتا ہے بغیر سوچے سمجھے اور لمحہ بھر تاخیر کیئے کر گزرتے ہیں کسی قسم کی ملامت اور نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔

قارئین کرام! جب مسلمانوں کا جذبہ اس قدر عظیم ہو کہ اُن کا ظاہر و باطن پیغمبر کی اداؤں سے مزین ہو پھر دنیا کی کوئی طاقت ناکام اور رسوا نہیں کرسکتی۔

دعا ہے اللہ ہمیں کردارِ صحابہ اپنا کر غیر مسلم یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی تمام رسولامات و عادات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے اس میں کسی کو ناجائز ڈرانا، دھمکانا یا کسی کا نقصان کرنا حرام ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ﴿لا ضرر و لا ضرار فی الاسلام﴾ اس لئے مسلمان سے کوئی بھی ایسی گری حرکت نہیں ہونی چاہیے جس سے دوسرے مسلمان بھائی کو دکھ، درد اور تکلیف پہنچے، عموماً جن دھندوں سے اپنے مسلمان بھائیوں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے اُن میں سے جادو بھی ہے، درندہ صفت لوگ اپنی مذموم خواہشات کی تکمیل کے لئے اسے کرتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے جادو کرنے والے اور (مسحور لہ) کروانے والے دونوں کے متعلق سخت وعید سنائی ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں، میرا ایسے ظالموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، بلکہ وہ کافر اور واجب القتل ہیں۔

❁ جادو کیا ہے:

انتہائی لطیف اور دقیق وخفیف طریقے سے کسی پر اثر انداز ہونا اور اسے نفسیاتی طور پر کمزور کرتے ہوئے اپنی منشاء اور مقصد کے مطابق استعمال کرنے کی کوشش کرنا یہ جادو کہلاتا ہے۔ [1]

عملیات، نوری علم، کالا علم، ٹونے اور گنڈے یہ تمام حرام کام جادو ہی کے شعبے ہیں۔ جادو انسان کی نفسیات پر اثر انداز ہوتا ہے اور پھر کمزور و متاثر نفسیات کا اثر انسان کے وجود پر ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح انسان ڈر، گھبراہٹ، بیماری کشیدگی، بھول جانا، گھریلو لڑائی جھگڑے غرض کئی الجھنوں اور مصیبتوں سے دوچار

1 فتح الباری (273/10)

ہو جاتا ہے۔

جادوگر کو قرآن مجید میں کافر کہا گیا ہے ﴿ولٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ 1 اور شیطانوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ اور احمدؒ کے نزدیک بھی ہر جادوگر کافر اور واجب القتل ہے مگر امام شافعی فرماتے ہیں ﴿انَّما يُقْتَلُ السَّاحِرُ اذا كَانَ يَعْمَلُ مِنْ سِحْرِهِ مَايَبْلُغُ الْكُفْرَ﴾ 2 صرف ایسے جادوگر کو قتل کیا جائے گا جو کفریہ عملیات کرے۔

بہر صورت امام شافعیؒ کی بنسبت ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ اجمعین کی رائے کتاب و سنت کے زیادہ قریب ہے کیونکہ وہاں بلا تخصیص ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمان جاری کیا تھا کہ

﴿أنِ اقْتُلُوا كُلَّ ساحِرٍ وسَاحِرَةٍ﴾ 3

''کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔''

چنانچہ کئی جادوگر قتل کیے گئے۔

جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں:

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَحَرَ أو سُحِرَ لَهُ﴾ 4

''جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں''

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

---

1 سورہ بقرہ 102، 2 جامع الترمذی، ابواب الحدود 23/5، باب ما جاء فی حد الساحر

3 السنن الکبریٰ، 8/136 مسند احمد (19/1) فتح الباری (10/491) محدث کبیر احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ نیل الأوطار كتاب حدشارب الخمر، باب ماجاء في حدالساحر ص:1520

4 المعجم الاوسط للطبرانی 393/4، صحيح الترغيب والترهيب 170/3، حدیث 3041، سلسلة الاحاديث الصحيحة جلد 6 ج 1 صفحہ 310، حدیث 2650

﴿لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَسَحَّرَ أوْ تُسُحِّرَلَهُ﴾ 1

"جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں"

ان احادیث سے واضح ہوا کہ جادو کرنے والا اور جادو کروانے والا دونوں گناہ اور وعید میں برابر کے شریک ہیں...... ہمیں بحیثیت مسلمان ان حرام کاموں سے بچنا چاہیے اور بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ نے اس سنگین گناہ سے بچنے کا سختی کے ساتھ حکم فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنجناب ﷺ نے فرمایا:

﴿اِجْتَنِبُوا الموبِقَاتِ الشرکَ بِاللّٰهِ والسحَر﴾

"ہلاک کردینے والے گناہوں سے بچو، اللہ کے ساتھ شرک اور جادو"

مزید فرمایا:

﴿ثلاثة لایَدْخُلُوْنَ الجنّة: مُدمِنُ خَمْرٍ وقَاطِعُ رَحْمٍ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ﴾ 2

"تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا اور جادوگر کی تصدیق کرنے والا"

علم نجوم جادوگری ہے:

جادو کا علم سیکھنا کفر ہے اور علم نجوم کا تعلق جادو سے ہے۔ رسول ہاشمی ﷺ کا فرمان ہے:

﴿مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ اِقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ﴾ 3

"جس نے ستاروں کا علم حاصل کیا، اُس نے جادو کا ایک حصہ

1 مجمع البحرين في زوائد المعجمين 7/133، حديث 4185، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية 21/189، حديث 2495، 2 مسند احمد (4/399) مستدرک حاکم 4/145 (صحیح) 3 سنن ابی داوٗد، کتاب الطیر، باب فی النجوم (حسن)

حاصل کرلیا۔"

آج کل بڑے بڑے سمجھدار لوگ بھی ستاروں کے چکروں میں پڑے رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ دین سے دوری کا اور ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ پر جادو ہوا؟

جی ہاں آپؐ پر بھی جادو ہوا۔ یہودی لبید بن اعصم نے آپ پر جادو کیا۔ دین کے سوا دنیوی معاملات میں آپ سے بھول چوک ہو جاتی تھی۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

﴿سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِی زُرِیْقٍ یُقَالُ له لبیدُبْن الاعصم حتی کان رسول اللّٰه ﷺ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ انه یفعل الشئی وَمَا فَعَلَهٗ﴾

دوسرے الفاظ یوں ہیں: ﴿کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُحِرَ کَانَ یَرٰی أَنَّهٗ یَأْتِی النِّسَاءَ وَلَا یَأْتِیهُنَّ...... الخ﴾ [1]

رسول اللہ پر بنی زریق قبیلہ کے لبید بن عاصم نے جادو کیا، آپ دنیوی معاملات میں متذبذب ہو جایا کرتے تھے، بسا اوقات خیال فرماتے کہ میں نے فلاں کام کرلیا ہے حالانکہ وہ نہ کیا ہوتا۔

یاد رہے! بعض گمراہ لوگ ان تمام صحیح احادیث کو رد کرتے ہیں حالانکہ یہ حد درجہ گمراہی، جہالت اور جسارت ہے شارحین لکھتے ہیں کہ ﴿أنکر بعض المبتدعة هذا الحدیث وقولهم مردودٌ باطل﴾ بعض بدعتی ان احادیث کا انکار کرتے ہیں اور ان کا یہ کہنا مردود اور باطل ہے۔ کیونکہ جادو کا اثر صرف جسمانی تھا، دینی اور وحی کے معاملات میں آپ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔

1۔ صحیح بخاری شریف، کتاب الطب، باب السحر، ج 272/10، باب هل یستخرج السحر، 290-276/10 (مع الفتح)

❁ جادو کا علاج:

قرآن وحدیث میں موجود، تلاوتِ قرآن، معوذات اور دیگر مسنون وظائف ،اعمال اور طریقوں سے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔اس سلسلہ میں صحیح العقیدہ سلفی الفکر عالم سے مشورہ کرلیں۔کسی بے دین پیر، نجومی اور ٹھگ کے پاس جا کر ایمان، مال اور اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔

کہانت کرنے والا (نجومی) اور کروانے والا ہم میں سے نہیں

کیا کہنے نجومی حضرات کے، سڑکوں کے گرد وغبار، بسوں کے دھوؤں اور گدھوں کی لید سے میک اپ کئے ہوئے، کرائے کی دوکانوں پر دردر کے دھکے کھاتے ہوئے، غیروں کی تقدیروں کے فیصلے کرتے ہیں، صرف اپنی فیس کھری کرنے کے لئے جال میں پھنسنے والے بے دین لوگوں کو لاکھوں طفل تسلیاں دیتے ہیں، حالانکہ یہ بیچارے، حالات کے مارے، شیخ چلّی کے ڈسے، تخیلاتی دنیا کے بے تاج بادشاہ، ہوا میں اڑانے کے ماہر، غرض کہ باتوں کے ہیرو اور کردار کے زیرو ہوتے ہیں، شیطان کے یہ چیلے ایک سچ میں 99 جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں، لفظوں کی ایسی گیم چلاتے ہیں کہ عام آدمی وقت اور مال ہی نہیں ایمان بھی ضائع کر بیٹھتا ہے۔

❁ نجومیوں کی پیش گوئی کی حقیقت:

دین اسلام نے کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں اور علم رمل والوں کے پاس

جانے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ بلکہ آپ نے فرمایا ایسے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ایک دفعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ سے کاہنوں اور نجومیوں کے متعلق سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ان لوگوں کی حقیقت کیا ہے، رسول اللہ نے فرمایا: ﴿لَيْسُوْا بِشَيْءٍ﴾ یہ لوگ کچھ بھی نہیں ان کی قیاس آرائیوں اور باتوں کا کوئی اعتبار نہیں، صحابہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، بسا اوقات وہ ایسی خبر دیتے ہیں ﴿فَيَكُوْنَ حَقًّا﴾ وہ بالکل سچ نکلتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سچی بات جن فرشتوں سے اچک لیتا ہے اور اپنے چیلے کو آ کر بتا دیتا ہے اور یہ چیلا اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام لے کر بادلوں میں اترتے ہیں اور اس بات کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمان پر کیا جاتا ہے اسی دوران شیطان چوری چھپے کچھ سن کر ان نجومیوں کو بتا دیتا ہے اور یہ ظالم اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر پیش کرتے ہیں۔[1]

لیکن یاد رہے! اب رسول اللہ کی بعثت کے بعد جنوں و شیطانوں کا آسمان پر جا کر خبریں لانا ناممکن ہے۔ ان کا یہ سارا معاملہ اٹکل پچو اور ہوائی فائر ہے کبھی ٹیوا لگ گیا اور کبھی نہ لگا۔

❁ وہ ہم میں سے نہیں:

رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ﴾[2]

1۔ صحیح بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة، صحیح مسلم، کتاب السلام باب تحريم الكهانة:

2۔ صحيح الترغيب والترهيب 170/3 حدیث 3041، سلسلة الاحاديث الصحيحة جلد 6 جز 1 صفحہ 310، حدیث 2650، المطالب العالیۃ 21/189، حدیث 2495

’’کہانت کرنے والا اور جس کیلئے کی گئی ہے وہ میں سے نہیں‘‘

نجومی کی کمائی حرام ہے:

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

﴿نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ﴾ 1۔

’’کتے کی قیمت، بدکار کی کمائی اور نجومی کی شیرینی (آمدنی) سے منع فرمایا‘‘

نجومی، کاہن، سفلی علم کی کاٹ کے ماہر نام نہاد عاملوں اور پروفیسروں کی کمائی کو اس لئے حرام قرار دیا کہ یہ ظالم لوگوں کی خواہشات اور پریشانیوں کو اپنے مذموم کاروبار کا ذریعہ بناتے ہیں، غریب اور تنگ دست لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور قدم قدم پر کئی جھوٹ بول کر روپیہ روپیہ اکٹھا کرتے ہیں، ان کی کمائی میں سچائی، محنت اور حقیقت کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا۔

دھوکے بازی کی انتہاء:

ہمارے ملک میں بداعتقادی اور شرکیہ رسومات بہت زیادہ ہیں، اسی لئے ان چکر بازوں کا کاروبار اور طریقۂ واردات کافی عروج پر ہے، اپنے ناموں کے ساتھ جعلی اور جھوٹے القاب لگا کر عام مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں کوئی اپنے نام کے ساتھ پروفیسر لکھتا ہے اور کوئی اپنا ساراز ور خود کو بنگالی یا ناگی باوا، ثابت کرنے میں لگا دیتا ہے، کوئی 90 سالہ صوفی عامل اور بابا بنتا ہے تو کوئی 4 سوسالہ خاندانی، جادوئی تجربہ رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے، حقیقت میں سب فراڈ اور دھوکہ ہوتا ہے اور یہ سارے جتن صرف غریبوں کا خون چوسنے کیلئے کئے جاتے ہیں۔

1 صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب ، صحیح مسلم ، کتاب البیوع ، باب تحریم ثمن الکلب

40 دِن کی نماز مردود:

جو شخص کسی غیبی امور کے جاننے کے دعویدار نجومی، بنگالی باوے یا نانگی کے پاس جا کر اس کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے بد اعتقاد شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرماتے، یہ انجام تو صرف تصدیق کرنے والے کا ہے اور جو ظالم یہ دھندا کرتا ہے اس کی عبادات کا کیا بنے گا۔ ویسے ایسی حرکتیں کرنے والے حضرات حد درجہ بد عمل، بے نماز اور دین سے دور ہوتے ہیں۔

آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

﴿مَن أَتَى عَرَّافًا: فسأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا﴾[1]

"جو شخص کسی عرّاف (غیب دانی کا دعویدار) کے پاس آ کر سوال کرے اور پھر اس کی تصدیق بھی کر دے، ایسے شخص کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ استغفر اللہ

امام بغوی فرماتے ہیں ﴿اَلْعَرَّافُ هُوَ الَّذِیْ یَدَّعِی معرفةَ الأُمُوْرِ بِمقدماتٍ وأسبَابٍ یَسْتَدِلُّ بِهَا عَلٰی مَوَاقِعِهَا، کَالْمسروقِ ومَنِ الَّذِی سَرَقَهُ وَمَعْرِفَةِ مَکَانِ الضَّالَةِ ونحوِ ذلک﴾[2]

اس حدیث طیبہ اور تشریح سے معلوم ہوا کہ کاہنوں، بنگالیوں اور باوؤں کے پاس مستقبل کی خبریں حاصل کرنے کیلئے جانا ایمان کے لئے اس قدر خطرناک ہے کہ اس

---

[1] صحیح مسلم شریف، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة وإتیان الکهان، صحیح الترغیب والترهیب (170/3) حدیث 3041، سلسلة الاحادیث الصحیحة، حدیث نمبر 3387، الجامع فی الحدیث لابن وهب، 2/764، حدیث 683، [2] صحیح الترغیب والترهیب بتعلیقات الالبانی، تحت حدیث 3046، (172/3)

سے چالیس روز کی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں، ہمارے ہاں بداعتقاد لوگ چوری کا سراغ، شادی و بربادی اور کامیابی و ناکامیابی کی تفاصیل پوچھنے کے لئے انہیں بے دینوں کے پاس جاتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ حرام ہے اور مستقبل، غیب اور پوشیدہ چیز اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آنجناب ﷺ نے مزید سخت وعید سناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ اَتٰـی کَاھِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ﴾[3]

''جس نے کسی نجومی کے پاس جا کر اس کی باتوں کی تصدیق کر دی، گویا اس نے محمدؐ پر نازل کردہ شریعت کا انکار کر دیا''

اس حدیث سے واضح ہوا کہ ان کے پاس جا کر ان کی تصدیق کرنا کفر ہے، اور ایسی حرکت کرنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

ہاں اگر کوئی آدمی مصائب و آلام سے بچ کر خوشی و فرحت کا خواہشمند ہے تو اُسے اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے۔ اعمالِ صالحہ و کردار عالیہ سے متصف ہو کر سلامتی و بہتری کا سوال کرنا چاہیے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دعا میں اس قدر قوت، طاقت اور تاثیر رکھی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ آدمی کی تقدیر کو بدل دیتے ہیں۔ اس لئے فتنوں سے بچنے کیلئے سب سے بڑے فتنے کا شکار نہ ہوں بلکہ مسنون طریقہ اختیار کریں۔ اسی میں بہتری، برتری اور کامیابی کی امید ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مسنون طریقہ اپنا کر عقیدہ توحید درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁............❁............❁

---

3 صحیح مسلم شریف، صحیح الترغیب 3/170، حدیث 3041

بدشگونی کرنیوالا اور جس کیلئے کی گئی ہے وہ ہم میں سے نہیں

بحیثیت مسلمان ہر شخص کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر مضبوط ہونا چاہیے، نفع و نقصان کا مالک اور ہر چیز میں موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے بعض امراض جو متعدی سمجھی جاتی ہیں، ان کے متعدی ہونے کا انکار ہرگز نہیں ہوتا بلکہ صرف عقیدے کی درستی مطلوب ہوتی ہے کہ اس میں بھی اصل چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت، مرضی اور ارادہ ہے، نہ کہ فی نفسہ بیماری۔

اسی طرح بعض بدعقیدہ اور کمزور ذہن کے مالک لوگ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے کئی الجھنوں کا شکار رہتے ہیں مثلاً جی آج سودا اس لئے کم فروخت ہوا ہے کہ صبح صبح دکان پر فلاں منحوس شخص آ گیا تھا، گھر کی چھت پر بلیاں بول رہی ہیں، آج خیر نہیں لگتی یا آج چھت کی دیوار پر کوا بولا ہے وغیرہ وغیرہ

یہ کہنا کہ فلاں چیز کی وجہ سے کام خراب ہوا ہے یہ بدشگونی ہے اور ایسا کرنا شرعاً حرام ہے بلکہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ایسے بدعقیدہ شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

وہ ہم میں سے نہیں:

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ﴾[1]

"جس نے بدشگونی کی، یا جس کیلئے بدشگونی کی وہ ہم

---

1 صحیح الترغیب والترھیب 170/3، حدیث 3041، سلسلة الاحادیث الصحیحة ، جلد 6، جز 1، صفحہ 310، حدیث 2650۔ المطالب العالیہ 21 / 189، حدیث 2495

میں سے نہیں"

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ قَالُوا وَمَا الْفَالُ......؟ قَالَ كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ﴾ 1

بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا اور بدشگونی لینا کوئی چیز نہیں (یہ ذہن درست نہیں) اور مجھے فال اچھی لگتی ہے، صحابہؓ نے کہا، فال کیا ہے......؟ اچھی بات، (یعنی خیر کی امید رکھنا)

معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نیا نیا مسلمان ہوا ہوں، ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ﴿فَلَا تَأْتِهِمْ﴾ تم ان کے پاس نہ جانا، پھر میں نے کہا ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک وہم ہے جو لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے، بدشگونی کی وجہ سے کام کرنے سے رکنا نہیں چاہیے۔ 2

بدشگونی شیطانی کام اور شرک ہے:

رسول اللہ ﷺ بدشگونی کو ناپسند کرتے تھے بلکہ ایک حدیث میں بدشگونی کے متعلق آپؐ نے فرمایا:

﴿اَلطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ﴾ 3

---

1 صحیح بخاری شریف، کتاب الطب باب الفال ۔ 2 صحیح مسلم شریف: کتاب السلام، باب تحریم الکهانة واتیان ،لکھان 2/232۔ 3 سنن ابی داود، کتاب الطب ، باب فی الخط، موارد الظمآن، کتاب الطب، ص: 345) حدیث 1426، مزید تفصیل کے لئے اعلام الموقعین عن رب العالمین 4/489، فتاویٰ فی الطیرة والفال

بدشگونی شیطانی کاموں میں سے ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿الطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ وَمَا مِنَّا إِلَّا ولكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلُ﴾[1]

بدشگونی شرک ہے ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جسے بدشگونی کا خیال پیدا نہ ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو توکل کے ساتھ ختم کر دیتا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان کا عقیدہ ٹھوس اور مضبوط ہونا چاہیے مذکورہ بدشگونیاں کام میں حائل نہیں ہونی چاہئیں اور نہ ہی ان کی بنیاد پر تبصرے اور کوئی رائے قائم کرنی چاہیے۔

رب تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں عقیدہ توحید کی پختگی نصیب فرمائے۔ آمین

زبردستی لینے والا یا مال چھیننے والا یا اُسکی مدد کرنیوالا ہم میں سے

دین اسلام میں کسی کا مال چھیننا یا ناحق اس پر قبضہ کرنا یہ حرام ہے، ڈاکہ زنی، رہزنی اور لوٹ کھسوٹ کی رسول اللہ نے سخت مذمت فرمائی، عرب میں لوٹ کھسوٹ اور رہزنی بہت زیادہ تھی، بلکہ کئی سرکش قبیلوں کی آمدنی کا ذریعہ اور محبوب مشغلہ یہی تھا، یہ لوگ شہر سے باہر میدانوں میں، جنگلوں میں اور دور دراز کے راستوں میں قافلہ والوں سے مال چھیننے کے لئے ٹھہرا کرتے تھے۔ کسی شخص کا امن و سلامتی کے ساتھ

1 (صحیح) جامع ترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی الطیرۃ (197/5 مع التحفة) سنن ابن ماجہ، كتاب الطب، باب من كان يعجبه الفال ويكره الطيرة 1170/2، حدیث نمبر 3538

بخیریت واپس آ جانا ناممکن تھا، رسول اللہ ﷺ نے کمال حکمت عملی اور نظام حکومت سے اس جیسی کئی خرابیوں کا خاتمہ فرمایا اور جو لوگ رہزن تھے، وہ اوروں کے رہبر بن گئے اور آپ ﷺ کی پیش گوئی عین سچ ثابت ہوئی کہ حیرہ نامی جگہ سے ایک عورت زیورات میں لدھی ہوئی اکیلی حضرموت تک سفر کرے گی اور وہ بلا خوف وخطر، باحفاظت منزلِ مقصود تک پہنچ جائیگی، اللہ کی رحمت سے تاریخ نے وہ لمحات بھی دیکھے جب لوٹ کھسوٹ، ڈاکہ زنی، رہزنی اور مال کے چھینے جانے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اگر آج کوئی مسلمان اس طرح ظلم وستم کرتے ہوئے کسی کا مال حاصل کرے تو اس کا مسلمانوں کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنِ انْتَهَبَ أَوْسَلَبَ أَوْ أَشَارَ بِالسَّلب﴾[1]

"جس نے زبردستی لیا یا مال چھینا، یا مال چھیننے کیلئے رہنمائی کی، اشارہ کیا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں"

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے لفظ یوں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنِ انْتَهَبَ فَلَيْسَ مِنَّا﴾[2]

"جس نے زبردستی مال چھینا وہ ہم میں سے نہیں"

امام عبدالرحمٰن مبارکفوری رحمہ اللہ من انتہب کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

﴿أَيْ أَخَذَ مَالَا يَجُوْزُ لَهُ أَخْذُه قَهرًا جَهْرًا﴾[3]

"زبردستی اور زیادتی کرتے ہوئے ایسا مال حاصل کرنا جس کو لینا جائز نہیں"

1۔ مستدرک حاکم، کتاب قسم الفئ 135/2، امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔

2۔ جامع ترمذی، ابواب السیر، باب ماجاء فی کراھیۃ النھبۃ، 188/5 حدیث 1651

3۔ تحفۃ الأحوذی (188/5)

مزید لکھتے ہیں کسی کے مال پر ظلماً قبضہ جمانا یہ حرام ہے اور علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

﴿لَيْسَ من جَمَاعَتِنَا و طَرِيقَتِنَا﴾ 1

ایسا شخص ہمارے راستے اور جماعت میں سے ہی نہیں۔

اسی طرح ایک روایت کے لفظ ہیں:

﴿مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا﴾ 2

جس نے زبردستی مال چھینا وہ ہم میں سے نہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زبردستی مال چھیننا یہ بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے اور ایسے شخص کا رسول اللہ سے کوئی تعلق نہیں اور ایسے حرام خور سے تعلق ہو بھی کیسے سکتا ہے۔

زبردستی مال لینے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے:

زبرستی مال لینے والے کو قید و بند کی سخت سزا دینا اور ایسے ظالموں کا خاتمہ کرنا اور اُن پر بھاری تاوان اور جرمانہ کرنا بالکل درست ہے۔ مگر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ ہاتھ صرف چور کا کاٹا جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ عَلَى خائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ﴾

بالفاظ دیگر ﴿لا يُقْطَعُ الْخائنُ وَلَا الْمُنْتَهِبُ وَلَا الْمُخْتَلِسُ﴾ 3

---

1 تحفۃ الأحوذی (188/5)

2 صحیح ابن حبان 305/7، حدیث 5148، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الخائن والمنتهب 864/2، حدیث 2591، س

3 سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب الخائن والمنتهب 864/2، حدیث 2591، سنن النسائی کتاب قطع السارق، باب مالاقطع فیہ، جامع ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الخائن، سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب القطع فی الخلسۃ والخیانۃ، نیل الأوطار، کتاب قطع ید السرقۃ، ص: 1489

خیانت کرنے والے، زبردستی مال چھیننے والے اور دھوکے سے مال اچکنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

❁ مال کی حفاظت کرنے والا شہید اور ڈاکو جہنمی :

اگر کوئی شخص اپنے اہل وعیال، مال اور عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مار دیا جائے تو وہ شہید ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ﴾ 1

جو شخص مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔

اسی طرح ایک صحابیؓ نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص میرا مال لیجانا چاہے تو میں کیا کروں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کو نہ دے، آدمی کہنے لگا اگر وہ میرے ساتھ لڑائی کرے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی لڑائی کر، کہنے لگا اگر وہ مجھے قتل کر دے......؟ تو آپؐ نے فرمایا ﴿فَأَنْتَ شَهِيْدٌ﴾ تو شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہو جائے گا، پھر آدمی نے پوچھا اگر میں اس کو قتل کر دو......؟ تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: فَهُوَ فِي النَّارِ ''وہ جہنم میں جائے گا'' 2

اس حدیث طیبہ سے واضح ہوا کہ زبردستی مال چھیننے والا یا لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے والا مالک کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے تو وہ جہنم میں جائے گا اور قتل کرنے والے مالک پر کسی قسم کی کوئی دیت ہوگی نہ قصاص ہوگا۔

❁......❁......❁

---

1 (صحیح) جامع ترمذی، ابواب الدیات، باب ماجاء فیمن قتل دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، مصنف عبدالرزاق 10/113، 18562، مسند احمد 447،

2 صحیح مسلم شریف

جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں، وہ ہم میں سے نہیں

کسی چیز پر ناحق اپنی ملکیت ظاہر کرنا یہ حرام ہے کسی مسلمان کے لائق نہیں کہ وہ دوسرے کی چیز کو خیانت کرتے ہوئے اپنا بنا لے۔

رسول اللہ فرماتے ہیں:

﴿كُلُّ المسلم عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُه وَعِرْضُهُ﴾ 1

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

اسلیئے ناحق دعویٰ کرنا یہ بہت بڑا جرم ہے اور ایسے جھوٹے اور خائن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿مِنِ ادَّعىٰ مَالَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ﴾ 2

''جس نے دعویٰ کیا ایسی چیز کا جو اس کی نہیں، وہ ہم میں سے نہیں اور اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔''

قارئین کرام! کسی کی ذرہ برابر چیز اٹھا کر بھی اس پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنا حد درجہ سخت گناہ ہے اور یہی زیادتی جس کو وہ معمولی سمجھتا ہے، قیامت کے روز اس کے لئے بہت بڑا بوجھ بن جائے گی، کیونکہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ جو شخص ذرا برابر برائی کرے گا اس کو قیامت کے دن دیکھ لے گا۔

آج دنیا میں ہیرا پھیری سے گزارا ہو جائے مگر اللہ کی عدالت میں کسی قسم کی کوئی تیزی، چالاکی اور ہوشیاری کام نہیں آئے گی۔ اس لئے اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے دیانتدار و امانتداری سے زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھائی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

1 صحیح مسلم شریف، کتاب البر والصلة ،باب تحریم الظلم لمسلم

2 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 1037/2، حدیث 5990

دھوکہ دینے والا یا فراڈ کرنے والا ہم میں سے نہیں

دھوکہ دینا شیطانی کام ہے سب سے پہلا دھوکہ شیطان نے ہمارے بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا سے کیا۔ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ اور دھوکہ دے کر دونوں کو درخت کا ذائقہ چکھنے کی طرف مائل کرلیا اور بالآخر حضرت آدم و حوا اس کے دھوکے میں آ گئے اور درخت کا ذائقہ چکھ لیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے والدین کو جنت سے نکال دیا۔

ہمارا دین اسلام خیر خواہی اور ہمدردی کا دین ہے اسلام میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ دوسرے کے ساتھ اچھا اور بہتر سلوک کرے۔ عہدِ نبویؐ میں جب کوئی آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ نصیحت فرماتے ہوئے اس بات پر بیعت لیتے کہ ہر مسلمان کے ساتھ بھلائی، خیر خواہی اور سچائی کا معاملہ کرنا ہے۔ کسی کے ساتھ ہرگز دھوکہ وفراڈ اور چالبازی سے کام نہیں لینا، غرض کہ خلافِ حقیقت یا خلافِ واقع بات کرنے کو سختی سے روکا اور منع کیا جاتا تھا۔

قرآن مجید کا حکم ہے...... قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا...... سیدھی سیدھی بات کہو

رسول رحمتؐ نے بھی یہی ارشاد فرمایا خیر الحدیث اصْدَقُهٗ سب سے بہترین بات سچی بات ہے، اس لئے ہر معاملہ میں سچائی، حقیقت اور اصلیت کا خیال رکھنا مسلمان پر فرض ہے۔

اور بالخصوص خرید وفروخت کرتے وقت اس چیز کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے۔ اپنے نفع اور فائدے کے لئے جھوٹ بولنا، جعل سازی کرنا، دو نمبر چیز دینا اور اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکہ وفراڈ کرنا حرام اور حد درجہ سخت گناہ ہے، ایسا دھوکے باز

شخص اپنے وقتی اور عارضی فائدے کے پیش نظر ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور لعنت کو مول لیتا ہے۔

بدقسمتی سے آجکل دو نمبری، جعل سازی اور دھوکہ مسلمانوں کی پہچان بن چکا ہے۔ غیر مسلموں کی نسبت مسلمان اس مکروہ دھندے میں سب سے آگے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے منع کرتے ہوئے وعید فرمائی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

﴿انّ رسول اللّٰہ ﷺ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّی﴾ 1

''جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں''

دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ﴿مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا﴾ 2 ''جس نے ہمیں (مسلمانوں کو) دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

شانِ ورود:

اس حدیث کا پسِ منظر کچھ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار گئے اور آپ کا گزر غلے کے ایک ڈھیر پر ہوا، آپ نے اپنا ہاتھ غلے کے اندر کیا تو آپ کی انگلیاں تر ہوگئیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ماجرا ہے......؟ غلے کا مالک کہنے لگا اے اللہ کے رسول بارش کی وجہ سے اناج گیلا ہوگیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا پھر تو نے تر اناج کو خشک اناج کے نیچے چھپا کر کیوں رکھا......؟ یاد رکھ جس نے دھوکہ دیا اُس کا

---

1 صحیح مسلم شریف، کتاب الایمان ، باب قول النبی ﷺ، من غشنا فلیس منا، جامع ترمذی، کتاب البیوع ، باب ماجاء کراھیة الغش

2 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 1068/2، حدیث 6218، صحیح الترغیب والترھیب ،جلد2، حدیث نمبر 1764,65,66,67

میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

قارئین کرام! اس سخت ناراضگی اور آپ ﷺ کی وعید کے باوجود بھی مسلمانوں کی حالت انتہائی شرمناک اور ابتر ہے۔ آپ پھل لینے جائیں یا سبزی خریدیں، آپ کے سامنے عمدہ، نفیس اور لاجواب سودا ہوگا، لیکن گھر آکر جب شاپر کھولیں گے تو داغی، نکما اور خراب سودا ہوگا۔ دوکاندار اور ریڑھی والے اس قدر چالاکی سے آنکھ میں دھول ڈالتے ہیں کہ انسان سوچ نہیں سکتا۔

یاد رکھیں! دوسروں سے ہیرہ پھیری اور چالاکی کرنے والا، بڑا فنکار اور ہوشیار یا تیز نہیں بلکہ حرام خور، لعنتی اور سخت سزا اور عذاب کا مستحق ہے۔

دھوکہ وفراڈ کی وجہ سے جہنم:

آج کل کئی دوکاندار، دھوکہ وفراڈ کرنے کے بعد بہت خوش ہوتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ ہم نے گاہک کو دھوکہ دے کر بڑا میدان مارلیا ہے۔ حالانکہ یہ حد درجہ بے برکتی، نحوست اور تباہی کا ذریعہ ہے۔ بلکہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا، المكرُ وَالخدَاعُ فِي النَّارِ﴾[1]

”جس نے ہمیں دھوکہ دیا اُس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں، فریب اور دھوکہ آگ میں جائیں گے“

ایک روایت میں ہے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ﴿المكرُ والخديعةُ في النارِ﴾ مکروفریب آگ

[1] صحیح ابن حبان، صحيح الجامع الصغير وزيادته 1094/2، سلسلة الاحاديث الصحيحة 48/3، حدیث نمبر 1058۔

میں ہوگا ﴿لَكُنْتُ مِنْ اَمْكَرِ النَّاسِ﴾ [1] تو میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ مکر والا ہوتا۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دھوکہ وفریب کرنیوالے کا ٹھکانہ جہنم ہے دنیا میں دھوکہ وفریب اور جعلسازی کرنیوالے کا بدترین انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت و بخشش سے دور کرتے ہوئے بڑھکتی ہوئی آگ میں پھینک دیں گے۔

مسئلہ یاد رہے: اگر دوکاندار نے گاہک کے ساتھ دھوکہ کیا اور خریدتے وقت گاہک پہچان نہ کرسکا تو بعد میں بھی وہ سودا واپس کرسکتا ہے شریعت کی رو سے اُسے بیع فسخ کرنے کا مکمل اختیار ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ

﴿ذُكِرَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أنّه يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ: فَقَالَ إذا بَايَعْتَ فَقل: لاخِلابَةَ﴾ [2]

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو کہا میرے ساتھ خرید وفروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے، آپؐ نے فرمایا سودا کرتے وقت کہہ دیا کرو کہ کوئی فریب ودھوکہ نہیں ہوگا۔''

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اگر کسی شخص کو اس کی سادگی، جہالت یا لاعلمی وکم عقلی کی وجہ سے دھوکہ کیا گیا تو وہ بعد میں واپسی کا مکمل حق رکھتا ہے ورنہ ایسے جعلساز

---

1. شعب الایمان للبیہقی 2/105/2، سلسلة الاحادیث الصحیحة 46/3، حدیث 1057

2. صحیح بخاری شریف، کتاب البیوع، باب مایکره من الخداع فی البیع، صحیح مسلم شریف، کتاب البیوع، باب من یخدع فی البیع

اوردھوکے باز کے خلاف قانونی کاروائی کرنا بالکل درست ہے۔

❁ ہر کام میں دھوکہ حرام ہے:

کسی معاملہ میں بھی مبالغہ آرائی کرتے ہوئے خلافِ حقیقت بیان کرنا یہ جائز نہیں بلکہ سخت گناہ ہے۔ لیکن آج کل ہر موڑ پر دھوکہ، فراڈ اور فریب عام کیا جاتا ہے۔ بالخصوص اکثر لوگ باہم رشتہ کرتے وقت مبالغہ آرائی اور جھوٹی تعریفیں کرنا بہت بڑی چالاکی، ہوشیاری اور دیانتداری و خیر خواہی سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت و صداقت پر مبنی صاف صاف بات ہونی چاہیے۔ عمر چھپانا، تعلیم زیادہ بتانا، یا کوئی اور نقص، کمزوری اور بیماری واضح نہ کرنا بالکل دھوکہ وفریب ہے اور ایسا کرنا شرعاً حرام اور سخت گناہ ہے۔ اور تجربے کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ ایسے رشتوں میں نبھا، سلوک اور وفا ہرگز نہیں ہوتی۔ بالخصوص لڑکی والے دھوکہ دیں تو ہمیشہ ذلت اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ بچی بیچاری بڑوں کی مبالغہ آرائی کا ساری زندگی خمیازہ بھگتتی رہتی ہے۔

اسی طرح جعلی سندیں اور کاغذات بنانا دھوکہ وفراڈ ہے کسی نیک مقصد کے حصول کے لئے بھی ایسے حرام کام کرنے قطعاً ناجائز ہیں۔ مگر صد افسوس کہ کئی دینی مدارس میں بھی تعلقات کی بناء پر کھلم کھلی جعلسازی اور زیادتی ہوتی ہے۔ غریب طالب علم کیلئے دھکے اور چوہدری صاحب، حضرت صاحب کے بیٹے کیلئے جی حضوریاں......!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقت آشنا، ظاہر و باطن کا ایک نیک اور سچا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

❁............❁............❁

مسلمانوں پر اسلحہ اٹھانے والا ہم میں سے نہیں

اسلام میں مسلمان کے وجود اور اس کی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے بلا وجہ کسی پر ہتھیار تو درکنار ہاتھ اٹھانا بھی حرام ہے، اسی لئے تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں!اور اسی طرح کتب احادیث میں ابواب الدیات، دیت کے مسائل پڑھنے سے انسانی وجود، اعضاء اور جان کی اہمیت وقدر مزید واضح ہو جاتی ہے۔

غصہ انسانی فطرت کا حصہ ہے، باہم مل کر رہتے ہوئے بسا اوقات کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی جان کے درپے ہو جاؤ، اس پر اسلحہ کیساتھ لیس ہو کر حملہ کرو، بلکہ رسول اللہ نے فرمایا ایسے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں جو مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے۔

مگر آج ہر شخص بات بات پر پستول نکالنا اپنی غیرت اور بہادری و دلیری کا حصہ سمجھتا ہے، حتی کہ بعض احباب حدود اللہ اور اللہ کے گھر کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے مسجدوں میں ہتھیار لے کر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی بے گناہ نمازی بھی شہید ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیں! آج یہ ہمارا فتنہ وفساد صرف اسلئے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، آپ کے ارشادات و فرمودات کے مطابق اپنی عملی حالت بہتر بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ وگرنہ جو حکمتیں اور حفاظتی تدابیریں آنحضرت نے بیان فرمائیں ان پر عمل شروع ہو جائے ہیں۔ تو معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

آیئے! عمل کے جذبہ سے اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا مطالعہ کریں

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا﴾[1]

---

[1] صحیح بخاری شریف، كتاب الديات، باب قول الله تعالىٰ: ﴿ومن أحياها﴾ 238/12، كتاب الفتن، باب من حمل علينا السلاح (30/13)

''جس شخص نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں'' چاہے حملہ کرنے کیلئے اٹھائے یا دھمکانے، ڈرانے کیلئے ایسا کرے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا﴾1

''جس نے ہم پر تلوار سونتی وہ ہم میں سے نہیں''

اور سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ رَمَانَا بِالنَّبْلِ فَلَيْسَ مِنَّا﴾2

''جس نے ہم پر تیر چلائے وہ ہم میں سے نہیں''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اور ڈانٹ ڈپٹ کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے شخص سے بیزاری اور نفرت کا اظہار فرما رہے ہیں۔

حد درجہ احتیاط:

علی الاعلان اور سرعام اسلحہ لہرانا منع ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص تلوار، ہتھیار، یا اسلحہ لے کر گھر سے باہر نکلے وہ اُسے چھپا کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی غفلت اور سستی کی وجہ سے ﴿يُصِيبُ احدًا من المسلمين منها بشيء﴾ مسلمانوں میں سے کسی کا نقصان ہو جائے۔3

لوہے کی چیز سے اشارہ تک حرام ہے:

خاتم المرسلین کی بات میں حکمت و دانائی کا ایک جہان ہوتا ہے، اسلحہ، تلوار یا

---

1 صحیح مسلم شریف، صحیح الجامع الصغیر وزیادته 1080/2، حدیث 6299، فتح الباری (31/13) 2 صحیح ابن حبان جلد 7، صفحہ 449، حدیث 5578، فتح الباری 31/13، مسند احمد وایضاً

3 صحیح بخاری شریف، کتاب الفتن، باب من حمل علینا السلاح (31/13)

مخصوص ہتھیار تو درکنار آپ ﷺ نے مطلقاً لوہے کے ساتھ اشارہ کرنے سے منع فرمادیا، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

﴿مَنْ أشَارَ إلٰی اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَإنّ الملائكَةَ تَلْعَنُهُ حَتّٰى وإنْ كَانَ أخَاهُ لِأَبِيْهِ أو اُمِّهِ﴾[1]

''جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے ہر حال میں اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ وہ اس کا ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی کیوں نہ ہو''

قارئین کرام! اس حدیث سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

1)...... مطلقاً لوہے کی چیز سے مارنا یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ لوہے کی مار سخت اور حد درجہ نقصان دہ ہوتی ہے، چاقو، چھری، قینچی وغیرہ بالخصوص اس میں شامل ہیں۔

2)...... اگر چہ بے تکلف دوست یا حقیقی سگا بھائی کیوں نہ ہو اس کی طرف بھی اس طرح کی چیز سے اشارہ کرنا حرام ہے۔

3)...... شغل، مذاق یا ویسے عادتاً ایسا کرنا بھی ممنوع ہے، چہ جائے کہ عمداً اور سنجیدگی سے ایسا کیا جائے۔

4)...... ایسا کرنے والا شخص جہاں رسول اللہ کی شفقت ومحبت سے محروم رہیگا وہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آتا ہے۔[2]

آج ہم آپ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے بے شمار فتنوں سے بچ سکتے ہیں۔ نفرت اور قتل وغارت کا جوش ٹھنڈا ہوسکتا ہے، کیونکہ آپ کی باتیں امت کیلئے امن وسلامتی اور محبت کا پیغام ہیں۔

1۔ صحیح مسلم شریف، کتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن الإشارة. 2۔ اس ضمن میں مزید صحیح احادیث کیلئے ہماری کتاب لعنتی کون؟ طبع اولی ص: 66 تا 69 طبع ثانیہ 81 تا 84 کا مطالعہ فرمائیں۔

بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے والا ہم میں سے نہیں

دین اسلام ہر مسلمان کو حسن معاشرت کا حکم دیتا ہے، بحیثیت مسلمان ہر ایک کا بھلا سوچنا اُسے سے اظہارِ ہمدردی کرنا اور خیر خواہی کے جذبات رکھنا فرض ہیں بلکہ باہم لڑنے والوں کے درمیان صلح کرواتے وقت اپنی طرف سی کوئی بات کہہ دینا یا کسی کی طرف جھوٹی نسبت کر دینا جس سے دونوں کے دل ایک دوسرے کے متعلق نرم ہو جائیں بالکل درست اور جائز ہے اور پھر بالخصوص میاں بیوی کے درمیان پیار و محبت اور صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنا بہت بڑا صدقہ جاریہ اور اجر وثواب کا کام ہے۔

شیطان کی خوشیاں:

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر جرائم کی بہ نسبت شیطان کو سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو جاتے ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات کو خراب کرنے میں شیطان گہری دلچسپی لیتا ہے بلکہ جو چیلا میاں بیوی کے درمیان لڑائی ڈال کر نفرت کے بیج بوتا ہے شیطان گلے لگا کر اپنی کرسی چھوڑ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے اسے شاباش دیتا ہے اور اپنے دوسرے چیلوں سے بڑے فخر سے کہتا ہے کہ اصل کرنے والا کام تو اس نے کیا ہے۔

اس لئے ہمیں ہمیشہ میاں بیوی کے درمیان صلح صفائی اور پیار ومحبت کے جذبات پیدا کرنے کیلئے محنت، کوشش اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنی چاہیے۔ مگر صد افسوس ہے کہ کئی لوگ ایسے مواقع پر شیطانی کردار ادا کرتے ہیں بات سلجھانے کی بجائے الجھائے رکھنا، عورت کو شوہر سے دور رکھنا، اس کے خلاف بھڑکانا اور اس کی موجودگی

میں شوہر کی کمزوریاں اور نقائص بیان کرنا بڑی عقلمندی اور معاملہ فہمی سمجھتے ہیں اور بالخصوص بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے میں دو طبقے کوئی کسر نہیں چھوڑتے:

1)......سہیلیاں:

عورت کی سہیلیاں اس کی زندگی پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگر دیندار، نیک اور صلح پسند ہوں تو ہمیشہ صبر برداشت اور غصے کو پی جانے کی تلقین کرتی ہیں، وگرنہ اکثر جذباتی سہیلیاں اور رشتہ دار عورتیں فوراً شوہر کی مذمت اور عورت کی تعریف کرنا شروع کر دیتی ہیں، جس سے بیوی کے دِل میں شوہر کی قدر کم ہو جاتی ہے اور معاملہ سلجھنے کی بجائے بگڑتا چلا جاتا ہے۔

یاد رکھیں! آپ کے منہ پر آپ کے شوہر کے متعلق بکنے والی عورتیں آپ کی بدخواہ دشمن اور زہریلا سانپ ہوسکتی ہیں، خیر خواہ نہیں ہوسکتیں۔

2)......عورت کے میکے:

اکثر گھر اس لئے بھی برباد ہوتے ہیں کہ عورت کے والدین اور بہن بھائی ہر وقت اس کے شوہر کے خلاف باتیں اور اس کی غیبتیں کرنے میں مصروف رہتے ہیں میاں بیوی کے درمیاں ہونے والی ناراضگی اور چپقلش میں اپنی بیٹی یا بہن کو معصوم اور اس کی موجودگی میں اس کے شوہر کو قصوروار اور ظالم ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ عورت کو اپنے خاوند کی رازدان نہیں رہنے دیتے بلکہ گھر کی ایک ایک نقل وحرکت پوچھ کر خاوند اور اس کے والدین اور بہن بھائیوں کے متعلق بھڑکانا اور بدظن کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف باتیں بتاتا ہے یا اس کو اس کے متعلق بدظن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسے زہریلے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا﴾ 1

''بیوی کو اس کے شوہر کے متعلق اکسانے والا (بدظن کرنیوالا)
ہم میں سے نہیں''

دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں:

﴿وَمَنْ خَبَّبَ عَلٰى امْرِیءٍ زَوْجَتَهُ فَلَيْسَ مِنَّا﴾ 2

''اور جس نے شوہر پر اس کی بیوی کو بدظن کیا وہ ہم میں سے نہیں''

اور بعض روایات میں ﴿من أفسد امرءة﴾ 3 ''جس نے بیوی کو شوہر کے متعلق فساد میں مبتلا کیا'' کے الفاظ بھی ہیں۔

ان احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ عورت کے سامنے اس کے شوہر کی اچھائی اور خوبی ہی بیان کرنی چاہیے اور اگر بتقاضائے بشریت اس میں کوئی کمی وکوتاہی یا کمزوری موجود بھی ہے تو اس کو اچھالنے کی بجائے اس کی پردہ پوشی کریں۔ یقیناً جب عورت کے سامنے اس کے شوہر کے متعلق مثبت اور اچھی گفتگو ہوگی تو اس کے دل میں شوہر کا احترام بڑھے گا اور محبت میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سچا اور خیر خواہ مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ 4

---

1 مجمع البحرين في زوائد المعجمين 315/5، حدیث 3133 صحیح الترغیب والترھیب 448/2 حدیث 2014، شعب الایمان للبیہقی، حدیث 5433،

2 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 6223/2، حدیث 1069

3 سلسلة الاحاديث الصحيحة، جلد اول جز دوم صفحہ 643، حدیث 324، صحیح الترغیب والترھیب حدیث 2015 المطالب العالیہ 17 / 383، حدیث: 1999

4 مزید تفصیل کیلئے عورت کی زندگی پر لکھی گئی ہماری کتاب ''گھر برباد کیوں ہوتے ہیں.....؟'' کا مطالعہ فرمائیں۔

غلام کو مالک سے بدظن کرنے والا ہم میں سے نہیں

جس طرح عورتوں کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں اسی طرح رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلاموں کے متعلق بھی کئی ایک فرمودات جاری فرمائے ہیں، جن میں واضح طور پر یہ حکم فرمایا کہ ہر غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقا و مالک کی فرمانبرداری کرے اور مالک پر یہ فرض ہے کہ وہ اس کے حقوق کا مکمل خیال رکھتے ہوئے اس سے شفقت، محبت اور مہربانی والا معاملہ کرے، آپؐ نے جب بھی کسی صحابیؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو لعن طعن کر رہے ہیں یا مار رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں ان سے اچھا سلوک کرتے ہوئے ان کو اچھا کھلاؤ اور پہناؤ، طاقت و ہمت سے بڑھ کر ان سے کام نہ لو۔

بذاتِ خود رسول اللہ ﷺ کا کردار و اخلاق اس قدر مثالی تھا کہ غلام آپ کی غلامی کو آزادی سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے تھے یہ صرف آپ کی محبت اور کمال شفقت کا نتیجہ تھا۔

اگر کوئی غلام اپنے مالک کی سرکشی و بغات کرتا ہوا بھاگ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت ہی قبول نہیں فرماتے اور اگر کوئی غلام اپنی نسبت اپنے اصلی مالک کی بجائے کسی اور کی طرف کرلے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، اس کی نفلی و فرضی کوئی نیکی قابل قبول نہیں، جب تک وہ تائب نہیں ہوتا، اس لئے رسولِ رحمت نے اس بات سے منع کر دیا ہے کہ کوئی شخص کسی کے غلام کو اسکے مالک کے متعلق بدظن کرے نہ اس کو لالچ و حرص دے کر مالک کی اطاعت سے دور کرے، بلکہ آپ نے تو اس قدر سخت وعید سنائی کہ ایسے سازشی کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ خَبَّبَ عَبْدًا عَلٰی اَهْلِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا﴾[1]

''جس نے غلام کو مالک پر بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں''

دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

﴿وَمَنْ خَبَّبَ عَلٰی امْرِیءٍ مملوكه فَلَیْسَ مِنَّا﴾[2]

''جس نے کسی آدمی کے غلام کو اس کے متعلق بدظن کیا وہ ہم میں سے نہیں''

ضروری وضاحت:

موجودہ حالات میں غلاموں اور لونڈیوں کا سلسلہ بالکل بند ہے۔ کیونکہ اسلامی حکومت کے تحت خلیفہ کی نگرانی میں جہادی قافلے، مالِ غنیمت یا فیئ لے کر نہیں آ رہے اور جنگ سے حاصل ہونے والے قیدی مردوں اور عورتوں کو ہی غلام اور لونڈیاں بنایا جاتا ہے اور اس میں بھی آوارگی نہیں کہ جو جس قیدی کو چاہے غلام بنا لے اور جس عورت کو چاہے لونڈی، بلکہ خلیفہ کی نگرانی میں تقسیم ہوگی۔

اب جو لوگ پشاور سے عورتیں خرید کر لاتے ہیں اور انہیں اپنی لونڈیاں سمجھتے ہیں وہ حد درجہ گمراہ، دین سے دور اور بے حس لوگ ہیں کیونکہ اب لونڈیوں، غلاموں کی خرید و فروخت کا سلسلہ قطعاً نہیں ہے۔[3]

❁......❁......❁

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب جلد 2، صفحہ 448، حدیث 2014،

[2] سلسلۃ احادیث صحیحہ، جلد اول جز دوم، صفحہ 643، صحیح الجامع الصغیر جلد 2 صفحہ: 622

[3] آج کل کچھ گمراہ صوفی قسم کے لوگ اس قسم کی موشگافیاں کرتے ہیں کہ پشاور سے لونڈیاں ملتی ہیں، آپ ان کو خرید کر حاصل کر سکتے ہیں اور جتنی چاہیں خرید کر لا سکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، غالبًا اب جونئی جماعتیں ''جماعت المسلمین'' کے نام سے باعثِ فتنہ بنی ہیں، اُن میں سے کوئی جماعت ہے! ان کے طریقہ واردات سے بچیں اور عفت و پاکدامنی کی زندگی بسر کریں۔

خادم (خدمت کرنیوالا) کو مخدوم (جسکی خدمت کی جائے) کے متعلق بدظن کرنے والا ہم میں سے نہیں

غلاموں کے بعد اب عموماً، نوکر، خادم شاگرد وغیرہ کے متعلق حکم فرمایا کہ ان کو اکسانے والا بھی ہم میں سے نہیں۔ سچی بات ہے کہ اگر اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمدردی، خیر خواہی اور اچھا گمان اس دین کی روح ہیں اور اسلام میں مسلمان کے بارے میں سازش، پروپیگنڈا اور ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنا حرام ہیں، اس کے سامنے اس کے دوست، مالک یا تعلق دار کی خامیاں بیان کرنا اور اس کو اس سے بدظن کرنے کی ناپاک کوشش کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ الگ الگ بیان فرمایا کہ کوئی شخص بیوی غلام اور خادم (نوکر) کو مالک کے خلاف نہ کرے اس کے سامنے اس کی کوئی بات نہ کرے جس سے ان کے تعلقات میں کشیدگی اور کمی واقع ہو۔ کیونکہ اگر ان رشتوں اور تعلقات میں بگاڑ واقع ہو جائے تو معاشرے کا امن تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

لیکن صد افسوس! کہ آج جاہل سے لے کر عالم تک تقریباً ہر شخص دوسرے کو اس کے تعلق دار سے بدظن اور دور کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے جہاں سجدے کرتے ہیں اسی جگہ ہی سازشوں کا جال بننا شروع کر دیتے ہیں، آج کل یہ وبا عام پھیل چکی ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رسول اللہ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿من خبّب خادمًا علٰی اھلِھا فلیس مِنّا﴾[1]

”جس نے خدمت کرنے والے کو اس کے مالکوں کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں“

قارئین کرام! اپنی گفتگو کا جائزہ لیں، کہیں بگاڑ، فساد اور نفرتوں کا باعث تو نہیں؟ آپ کی سازشیں، پروپیگنڈے اور چالاکیاں کہیں نفرت کے بیج تو نہیں بو رہیں......؟ اگر ایسا ہے تو فوراً رک جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیروں کا آشیانہ برباد کرتے ہوئے اپنے ہی گلشن کی بہار ختم کر بیٹھیں۔

ہمیشہ خیر خواہی، ہمدردی اور اُخوت پر مبنی گفتگو کریں۔ اللہ تعالیٰ اس سے درجات بلند فرماتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں

دین اسلام شفقت، محبت اور احترام کا دین ہے، اس میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام فرض قرار دیا گیا ہے، جو شخص چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت نہیں کرتا وہ مکمل مسلمان نہیں ہوسکتا، ہر اچھے عمل اور نیکی کے باوجود وہ ناقص اور نامکمل مسلمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ احترام انسانیت کا درس بھی دیا ہے اور آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں جہاں بے شمار ارشادات و فرمودات جاری فرمائے۔ وہاں عملاً چھوٹے سے شفقت اور بڑے کی قدر و منزلت کو واضح فرمایا۔

---

[1] مسند احمد 397/2، مستدرک حاکم 196/2، سلسلة الاحاديث الصحيحة، جلد اول جز دوم صفحہ 324، حدیث 643

بڑا آدمی بات کرے:

آج کل ہر شخص اپنی فوقیت جتانے اور نمبر بنانے کے چکروں میں ہے، چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہیں رہ گئی، حالانکہ معاملات اور مجالس میں بڑوں کو آگے کرنا چاہیے ذہن میں کوئی رائے، خیال یا بہتر سوچ ہو تو مشورے کے انداز میں بڑے ادب سے اپنے بڑے کی خدمت میں پیش کر دینی چاہیے۔

ایک دفعہ رسولِ ہاشمی ﷺ کی خدمت میں چند افراد آئے، بات کا آغاز بڑوں کی بجائے ایک نوعمر نے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکماً فرمایا ﴿كَبِّرْ كَبِّرْ﴾ بڑے آدمی کو آگے کرو، بڑے آدمی کو آگے کرو۔ چنانچہ وہ نوعمر لڑکا خاموش ہو گیا اور بڑوں نے اپنی بات شروع کر دی۔[1]

قارئین کرام! اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مجلس میں اولین حق بڑے آدمی کا ہے۔ البتہ اگر کوئی نوعمر صاحبِ شرف و فضل اور عقل و فہم ہو تو وہ بڑوں کی اجازت سے بات کر سکتا ہے۔

اگر حضرات محدثین کرام کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح نظر آتی ہے کہ وہ اکابر اور اساتذہ کی حد درجہ عزت و قدر کیا کرتے تھے، مجلس میں اگر کوئی سائل آ جاتا تو تمام خاموش رہتے صرف بڑے شیخ ہی جواب ارشاد فرماتے، بلکہ بعض محدثین تو اس قدر باادب اور قدر شناس تھے کہ اپنے استاذ، شیخ کے سامنے اونچا بولنا بھی توہین سمجھتے تھے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿مَارَأَيْتُ احدًا اَوْقَرَ للمحدثين من يحيىٰ بن معين﴾ ''میں نے اپنی زندگی میں محدثین کا سب سے زیادہ مؤدب اور قدر شناس یحییٰ بن معین کو پایا۔ اللہ ہمیں بھی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب القسامۃ 285/12، حدیث 6878 (مع الفتح)

باادب بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

بڑے کو دے دو:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، اچانک میرے پاس دو آدمی آ گئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے مسواک چھوٹے کو پکڑا دی تو مجھے کہا گیا ﴿كَبِّرْ﴾ بڑے کو دے دو، چنانچہ ﴿فَدَفَعْتُهُ إِلَى الأَكْبَرِ﴾ میں نے وہ مسواک چھوٹے سے لے کر بڑے کو دے دی۔[1]

برکت بڑوں کے ساتھ ہے:

ہماری نوجوان جدید نسل بالخصوص بڑوں کو وبالِ جان سمجھتی ہے اور کئی بدبخت و نامراد ایسے بھی ہیں جو اپنے حقیقی والدین کو اپنے لئے عذاب اور بوجھ سمجھتے ہیں جبکہ بزرگوں سے گھروں میں برکت ہوتی ہے، ان کے مشورے اور تجربے چھوٹوں کی بہتری وسلامتی کا سامان ہوتے ہیں اور جوں ہی بزرگ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو گھروں میں نحوست، بے برکتی اور بے سکونی بڑھ جاتی ہے بارونق خاندانِ نفرتوں اور ناچاقیوں کی وجہ سے اجڑ جاتا ہے، اسی لئے تو رسولِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿البركة مَعَ اَكَابِرِكُمْ﴾ برکت بڑوں کے ساتھ ہے۔[2]

خوش نصیب ہیں وہ نوجوان جو اپنے بڑوں اور بزرگوں کی قدر کرتے ہوئے اللہ کی رحمت و برکت کو حاصل کرتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم شریف، ریاض الصالحین، باب توقیر العلماء، صفحہ 148

[2] صحیح مستدرک حاکم (62/1) امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔ صحیح الترغیب والترھیب 151/1، حدیث نمبر 99، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 380/4، حدیث نمبر 1778

بڑوں کی عزت اللہ کی عزت کے برابر:

ایسے خوش نصیب جو پاکبازی، عبادت گزاری اور پرہیز گاری میں بوڑھے ہو گئے، جنہوں نے ساری زندگی مسجد سے وفا کرتے ہوئے نیکیوں میں بسر کی۔ اُن کی عزت کرنا، ان کا کہا ماننا، ان کی خدمت کرنا اور ان کے وقار اور مقام کو ملحوظِ خاطر رکھنا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا سفید ریش مسلمان بزرگ، باعمل حافظ، قاری، عالم اور انصاف کرنے والے حکمران کی عزت کرنا، اللہ کی عزت کرنے کے برابر ہے۔[1]

اس عظیم حدیث کو پڑھ لینے کے بعد اپنے ذہن کے تمام خانوں کو بے قدری و بدتمیزی کے جراثیم سے پاک کرلیں اور ہمیشہ اپنے سے بڑے کی دِلی قدر کریں ان کے وجود کو اپنے لئے بہت بڑی غنیمت اور نعمت سمجھیں، انشاء اللہ پھر جب آپ بڑے ہوں گے تو لوگ آپ کو بھی احترام کی نظر سے دیکھیں گے۔

چھوٹوں اور بچوں پر شفقت:

بڑوں کے کردار، گفتار اور اخلاق کا چھوٹوں پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے اگر بڑے باکردار، صاحبِ اخلاق اور باعمل ہوں تو چھوٹے اطاعت، خدمت اور فرمانبرداری میں مثال قائم کر دیتے ہیں لیکن آج مسلم معاشرہ کے حالات کچھ اس طرح بگڑ چکے ہیں کہ چھوٹوں میں ادب ہے نہ ہی بڑوں میں شفقت ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ بچوں کے متعلق اس قدر رحیم و کریم تھے کہ ایک دفعہ سیدنا

---

1 (حسن) سنن ابی داؤد کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلهم، حدیث:4843 طبع دار السلام
ریاض الصالحین، باب توقیر العلماء، صفحہ 148

حضرت امام حسین اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گرتے دیکھا تو منبر چھوڑ دیا اور دونوں جنتی شہزادوں کو سینے سے لگا کر اپنے پاس لے آئے۔1

حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس نیت سے نماز شروع کرتا ہوں کہ اب قراءت لمبی کروں گا مگر جب بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔2 سبحان اللہ

نامعلوم کہ اسقدر رحیم و کریم اور شفیق نبیؐ کے امتی آج اُس قدر سنگ دل، ترش رو، تلخ مزاج اور خشک کیوں ہو چکے ہیں......؟

نفیسِ جہاں اور عالی شاں ہونے کے باوجود اگر بچے نے گود میں پیشاب کر دیا تو آپؐ نے برا نہ منایا۔3

ایک دفعہ آپ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چوم رہے تھے تو ایک صحابی نے کہا میرے دس بچے ہیں میں نے تو کبھی بوسہ تک نہیں لیا۔ آپؐ نے اس موقع پر فرمایا یاد رکھو! جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا اور ایک روایت کے مطابق آپؐ نے ڈانٹتے ہوئے کہا، اگر اللہ نے تیرے دل سے شفقت نکال دی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے......؟ 4

قارئین کرام! بچے تو پھول، کلیاں ہوتے ہیں ان کو آپ کی نگرانی، شفقت اور حسن کردار کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے۔ آپ ہر وقت ان کے ساتھ درشتی

---

1 صحیح ترمذی شریف جلد 4 صفحہ 203، کتاب المناقب
2 صحیح بخاری شریف، کتاب الصلوٰۃ
3 صحیح بخاری شریف (مترجم) کتاب الوضو، باب بول الصبیان، جلد 349/1
4 صحیح مسلم، مستدرک حاکم 170/3

کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ شفقت ومحبت اور پیار سے ان کی تربیت کریں۔

چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت نہ کرنیوالے کیلئے سخت وعید:

چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت کرنا کوئی معمولی مسئلہ نہیں بلکہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بزرگ حاضر ہوئے، صحابہ کرامؓ نے انہیں جگہ دینے میں ذرہ دیر کر دی تو آپ نے سخت وعید سناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا﴾[1]

''جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کی اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کی وہ شخص ہم میں سے نہیں''

حضرت عمرو بن شعیب کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا﴾[2]

اُس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی قدر ومنزلت کو نہ پہچانا۔

اسی طرح ایک روایت میں ہے ﴿حَقَّ كَبِيْرِنَا﴾[3] ہمارے بڑوں کے حق کو نہ پہچانا

سیدنا حضرۃ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید وضاحت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا

---

1 جامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان، ج 40/6، (مع التحفۃ)

2 سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الرحمۃ 4 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 114/2، حدیث 6540

وَيَعْرِفُ لِعَالِمِنَا﴾ 1

''ہمارے بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت اور علماء کی قدر نہ کرنے والا میری امت ہی سے نہیں''

آوارگی ونفرت کی وجہ:

ہمارے گھروں میں جو نفرت، ناچاقی اور لڑائی جھگڑے ہیں، اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے پیش آتے وقت اسلامی آداب و احکام کو سامنے نہیں رکھتے، بلکہ حد درجہ آوارگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔

اگر ہم اس ایک حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے چھوٹوں سے شفقت کے ساتھ اور بڑوں سے عزت کے ساتھ پیش آیں تو ہماری تمام نفرتیں، لڑائی جھگڑے اور کدورتیں فوراً ختم ہو جائیں اور مسلم معاشرہ میں ہر طرف پیار و محبت اور ادب واحترام پیدا ہو جائے۔ مگر

صد افسوس کہ ہم نے شریعت کے تمام سنہری اصولوں اور آپ کے ارشادات و فرمودات کو پس پشت ڈال دیا، اور اپنی بری خواہشات اور گندے جذبات کے پیروکار بن گئے، دعا ہے کہ اللہ ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

1 صحیح الترغیب والترھیب، 152/1، حدیث 101

نوحہ و ماتم کرنے والا ہم میں سے نہیں

رونا پیٹنا، چیخنا چلانا، یہ دورِ جاہلیت کی بہت بری رسم تھی، ہر کسی کی موت پر آہ و بکا اورنوحہ و ماتم کی صفیں بچھ جاتیں، جی بھر کر رخساروں کو پیٹا جاتا اور بالوں کونوچا جاتا مگر جب اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم جناب محمد ﷺ کومبعوث فرمایا تو آپ علیہ السلام نے بڑی سختی سے ان حرکات سے منع کیا اور صبر کی تلقین فرمائی۔

میں رسول اللہ ﷺ نے نوحہ و ماتم کرنے والے سے سخت ناراضگی، نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ہاشمی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعوى الجاهليةِ﴾ [1]

”جس نے رخساروں کو پیٹا، گریبان کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے وہ ہم میں سے نہیں“

دوسری روایت کے الفاظ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَخَرَقَ وَلَا صَلَقَ﴾ [2]

”مصیبت کے وقت جس نے سرمونڈایا، کپڑے پھاڑے اور چیخ وپکار کی وہ ہم میں سے نہیں“

---

1 صحیح بخاری شریف، کتاب الجنائز ، باب لیس منا من ضرب الخدود، باب ماینھی من الویل

2 صحیح الترغیب والترھیب 384/3، حدیث 3534

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَعَنَ اللّٰہُ الخَامِشَةَ وَجُهَهَا و الشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالداعية بالويل والثُّبُوْرِ﴾ [1]

اللہ نے چہرہ نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور ہلاکت وتباہی مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔

قارئین کرام: مذکورہ احادیث کے بعد بے صبری ونوحہ خوانی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور اگر کوئی تعلیمات مصطفویہ سے روگردانی کرتے ہوئے بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے تو اسے تباہی ایمان کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

فقہ جعفریہ اور نوحہ وماتم:

ہمارے ہاں ہر سال یوم عاشورہ کو شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر نوحہ، ماتم تو درکنار زنجیر زنی ہوتی ہے، مرد وخواتین سرعام بازاروں میں چیختے چلاتے اور پیٹتے ہیں جبکہ ایسا کرنا جہاں اسلام میں حرام ہے، وہاں فقہ جعفریہ میں سخت ممنوع ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ذاکر حضرات اور مصائب پڑھنے والے من گھڑت قصے کہانیاں سنا کر لوگوں کو سینہ کوبی کا درس دیتے ہیں اور ان کو اصل حقائق سے دور رکھتے ہیں۔

ہم نہایت دیانتداری سے نوحہ وماتم کے متعلق فقہ جعفریہ کی تعلیمات تحریر کرتے ہیں، انہیں پڑھ کر عمل کریں:

1)...... سیدنا حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ کی شہادت کے بعد بارہویں امام غائب تک کسی امام سے اس طرح شہادت حسینؓ منانا ثابت کردیں۔ اگر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر بارہویں امام غائب تک کسی سے اس طرح پیٹنا، زنجیریں مارنا، اپنے آپ کو لہولہان کرتے ہوئے ماتم کرنا ثابت نہیں تو پھر آپ کو بھی

---

[1] صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 2/907، حدیث 5092، سلسلة الاحادیث الصحیحة 5/181، حدیث 2147

انہیں کے نقش قدم پر چلنا چاہیے، کیونکہ وہ آپ سے بڑھ کر سیدنا حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ کو چاہنے والے تھے۔

2)...... ایران کے سب سے پہلے شیعہ حکمران عباس صفوی جو [1557 تا سن 1628] تک حکمران رہے، انہوں نے بہاؤالدین آملی سے فارسی میں ایک جامع ترین کتاب لکھوائی جس میں فقہ جعفریہ کے مفتیٰ بہ (جن مسائل پر فتویٰ دیا جاتا ہے) اقوالِ مجتہدین اکٹھے کئے گئے، اس اہم اور معتبر کتاب میں نوحہ و ماتم کی اس قدر شدید مذمت کی گئی ہے ملاحظہ فرمائیں:

﴿کفاره کندنِ زن گیسوی خودراو خراشیدن روی خود را در مصیبت مثل کفاره سو گند خوردن است﴾

"صدمہ کے وقت کسی عورت نے اپنے سر کے بال نوچے یا چہرے کو زخمی کیا اس کا کفارہ قسم کے کفارے کے برابر ہے"

مزید لکھتے ہیں "اگر کوئی اپنے بیٹے یا عورت کی موت پر کپڑا اپھاڑے تو اس کا بھی قسم کھانے کا کفارہ ہے۔1

3)...... فقہ جعفریہ کے مشہور محقق عالم علامہ باقر مجلسی اپنی مشہور کتاب میں لکھتے ہیں:

﴿قال: الشهيدُ في الذكرى تَحْرُمُ اللَّطْمُ والخدشُ وجَزُّ الشُّعْرِ إجْمَاعًا﴾2 "شہید نے ذکری (فقہ کی مشہور کتاب) میں کہا ہے کہ رخسار پیٹنا، چہرہ زخمی کرنا اور بال نوچنا بالاجماع (یعنی اتفاقاً) حرام ہے" موجودہ دور کے ممتاز شیعہ عالم محمد حسین ڈھکو آف سرگودھا بھی فقہ جعفریہ کی روشنی میں ماتم کو ناجائز لکھتے ہیں۔3

معزز اہل اسلام! کیا فقہ جعفریہ کی ان تعلیمات کے بعد بھی نوحہ و ماتم کی کوئی

---

1 جامع عباسی درفارسی، جلد دوم، صفحہ نمبر 50۔

2 مرأة العقول في شرح اخبار آل الرسول كتاب الجنائز، باب الصبر والجزع والاسترجاع جلد 14 صفحہ 181 3

3 قوانین الشریعہ

گنجائش ہے...... ؟ یقیناً نہیں تو پھر دس محرم کو زنجیر زنی اور نوحہ و ماتم سے رک جانا چاہیے یہی حق اور تعلیمات آل محمد اور آل رسول کے مطابق ہے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب:

میری ایک شیعہ عالم سے بات ہوئی تو وہ کہنے لگے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمت اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ کسی کی وفات اور شہادت پر نوحہ درست نہیں مگر حضرت امام حسین سلام اللہ علیہ اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے نوحہ و ماتم کے بارے میں سوال کیا تو آپؒ فرمانے لگے ماں باپ، بہن بھائی اور سیدنا حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت پر ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا، یہ درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں......

قارئین کرام!

1) اگر یہ بات درست ہوتی تو پھر حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اپنے کپڑے پھاڑتے ہوئے ماتم ضرور کرتے۔ آپؒ سے ایسا کرنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

2) شیعہ عالم صاحب نے تخصیص کی جو روایت بیان کی ہے وہ تہذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ جلد 6 صفحہ 325 باب الکفارات حدیث نمبر 1207 کے تحت تفصیل سے موجود ہے مگر یہ روایت اہل تشیع کے اصولوں کے مطابق ہی ضعیف ہے کیونکہ اسمیں خالد بن سدیر نامی راوی مجہول الحال ہے۔[1] ایسی ضعیف جداً روایت سے استدلال کرنا اور اس کو بیان کرنا کسی بھی اہل علم کے شایانِ شان نہیں۔

الحمد للہ یہ تمام معروضات صرف رضاء الٰہی اور اصلاح نفوس کے جذبہ سے تحریر کی گئی ہیں کسی کو گرانا، ہرانا یا زیر کرنا قطعاً مقصود نہیں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ان گزارشات کو توجہ سے پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین[2]

---

[1] تنقیح المقال فی علم الرجال ، للعلامۃ الجلیل المامقانی، من باب الخاء، ترجمۃ خالد بن سدیر بن حکیم جلد (391/1)

[2] اس ضمن میں ہماری مزید تعلیقات پڑھنے کے لئے ہماری کتاب ''لعنتی کون'' کا مطالعہ فرمائیں۔

جس نے تیراندازی (عسکری تربیت) سیکھ کر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں

پرچم اسلام کو سربلند اور نشان کفر کو مٹانے کے لئے ہر مسلمان کو محنت، کوشش اور قربانی پیش کرنی چاہیے، کفر کے مقابلہ کے لئے روحانی و جسمانی ہر طرح تیار رہنا چاہیے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حکم ارشاد فرماتے ہیں

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ ﴾[1]

اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے دشمنوں کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ قوت اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو۔

سیدنا حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر کھڑے ارشاد فرماتے سنا:

﴿أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ﴾[2]

آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا خبردار، آگاہ رہو قوت نشانہ بازی ہے۔

وسائل اور احوال عالم کی ترقی کے پیش نظر، بم میزائل اور گولے فائر کرنا اور ان کے چلانے میں مہارت حاصل کرنا یہ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمی کے مفہوم میں داخل ہیں۔

❁ عسکری تربیت یا جہادی مشق سیکھ کر چھوڑنے پر سخت وعید:

سیدنا حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا﴾[3]

”جس نے نشانہ بازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا (بھلا دیا) وہ ہم

1۔ سورہ انفال آیت 60، 2۔ مسلم شریف، كتاب الامارة، باب فضل الرمي والحث عليه

3۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ، صحیح الجامع، الصغیر وزیادتہ (2/1092) حدیث 6395

میں سے نہیں‘‘

اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ جہادی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد اس کو بھلا دینا سخت گناہ ہے اور ایسے بے پروا اور غافل شخص کا مسلمانوں کی سچی مخلص جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔

جہادی تنظیمیں متوجہ ہوں!

الحمدللہ اس دور میں جہاد کا نام زبان سے نہیں عمل سے زندہ ہے، فرزندانِ اسلام کفر کو، ملیامیٹ کرنے کیلئے عزم راسخ کر کے میدان جہاد کی زینت بن چکے ہیں اور الحمدللہ کئی خوش نصیب اپنے خون کا آخری قطرہ اللہ کی راہ میں بہاتے ہوتے شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو چکے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ جہادی تنظیموں کو اس طرف بھی خصوصی توجہ دینی چاہیے کہ جوانوں کو جدید ترین ہتھیاروں کی ٹریننگ دیں، آج کا دور دورِ تیر اندازی یا گولی کا نہیں بلکہ بم، میزائل اور کمپیوٹرز کا ہے، ایک بٹن دبانے سے قیامت صغریٰ برپا ہو جاتی ہے۔

محض دوڑانا، بھگانا اور کلاشنکوف پکڑا دینا کچھ کام نہیں آئے گا اور اسی طرح جو جوان وقت نکال کر جہادی ٹریننگ حاصل کریں، جن پر ہزاروں روپے خرچ آئے، وہ واپس آ کر صرف کاروبار، تجارت اور کھیل کود میں ہی مشغول نہ ہو جائیں بلکہ ان کے لئے باقاعدہ مشق اور یاد دہانی کا اہتمام ہونا چاہیے تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سخت وعید کے حقدار نہ ٹھہریں۔

آج کئی ایسے نوجوان موجود ہیں جو جہادی مشقیں کرنے کے بعد سب کچھ بھلا چکے ہیں۔ جبکہ ایسا کرنا ہلاکت اور تباہی ایمان کا باعث ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین عالم اسلام کی مدد فرمائے اور جو جہادی تنظیمیں صرف کلمۃ اللہ کی بلندی کے لئے میدان جہاد میں برسرِ پیکار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتے ہوئے ان کو فتح سے ہمکنار کرے۔ آمین ثم آمین

گھوڑے کو للکار مار کر آگے کرنیوالا ہم میں سے نہیں

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جنگوں کیلئے گھوڑوں کو خوب تیار کیا جاتا تھا۔ تیز ترین اور چست و چالاک گھوڑا فتح میں اور دشمن کو ناکام کرنے میں اہم کردار ادا کرتا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان جہادی مشقیں کروایا کرتے تھے، ان مشقوں میں گھوڑ دوڑ کا خصوصی مقابلہ ہوتا، جو گھوڑا مقابلہ جیت جاتا اس کو انعام دیا جاتا یہ شرط یا مالکوں کی فیس سے انعام نہیں ہوتا تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ اعزاز کے طور پر اپنی طرف سے یا بیت المال سے انعام دیتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لاسَبَقَ إلَّا فِیْ خُفٍّ أوْ نَصْلٍ أو حَافِرٍ﴾[1]

''مسابقت (یعنی مقابلہ و انعام) صرف تین چیزوں میں ہے، اونٹ، تیر اندازی اور گھوڑا دوڑ میں''

کئی احادیث میں آتا ہے کہ ﴿سابق النبی ﷺ بَیْنَ الْخَیْلِ﴾

نبی کریم ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگوائی اور جیتنے والے کو انعام دیا

یوم الرِ ھان:

رھان والا دِن وہ ہوتا ہے جس دن گھوڑوں کا مقابلہ ہوتا ہے اور ہر گھوڑے کو دوڑ کیلئے بھگایا دیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی کو کہہ دے کہ تم راستے میں کھڑے ہو کر میرے گھوڑے کے پیچھے سے زور سے چیخنا، چلانا، تیری للکار اور پکار کو سن کر گھوڑا اور تیز

1 (صحیح) سنن ابی داؤد شریف، صحیح ابن حبان 7/ 96، حدیث 4671

بھاگے گا اور اس طرح کرنا یہ دھوکہ ہے اور ایسا دھوکہ کرنے والے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ایسے شخص کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿مَنْ جَلَبَ عَلَى الْخَيْلِ يَوْمَ الرِّهَانِ فَلَيْسَ مِنَّا﴾ 1

''گھوڑ دوڑ کے دن جو شخص کسی آدمی کو اپنے گھوڑے کے پیچھے لگا دے تاکہ وہ اس کے گھوڑے کو للکار دے کر تیز کرے، ایسا شخص جو یہ فریب کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں''

جلب کا مفہوم عربی میں یوں ہے کہ

﴿جَلَبَ عَلَى الفرسِ اى صَاحَ بِهٖ، واسْتَحَثَّهُ لِلسَّبَقِ﴾ 2

''اس نے گھوڑے پر جلب کیا یعنی اس کے سامنے بلند آواز سے چیخا اور اس کو تیز بھاگنے کے لئے ابھارا''

اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ کسی مقابلہ یا معاملہ میں فریب اور غلط چال نہیں چلنی چاہیے بلکہ حقیقت اور صداقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر چیز کی صاف شفاف صورت سامنے رکھنی چاہیے۔

❁............❁............❁

---

1 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 1065/2، حدیث 7191، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 436/5، حدیث 2331، المطالب العالیہ، 17/ 383، حدیث 1999

2 المنجد عربی (مادہ جلب)، المعجم الوسیط مادہ جلب

مونچھیں نہ تراشنے والا ہم میں سے نہیں

رسول اللہ ﷺ کی سنت یا بات کی مخالفت بہت بڑا گناہ ہے چہ جائے کہ کوئی شخص آپ علیہ السلام کے حکم کی مخالفت کرے اور حقیقت میں خوبصورتی، صحت اور عزت اسی کام میں ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ اور اس کے پیارے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا ہو۔ آج اکثر لوگ اپنی بیگمات یا ماحول کو خوش کرنے کیلئے داڑھی کٹواتے اور مونچھیں بڑھاتے اور لٹکاتے ہیں جبکہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حکم کے سخت خلاف ہے۔

یہ تو فطرت ہے!

مونچھوں کا نہ تراشنا فطرتِ دین کے بھی خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وإعفاءُ اللِّحْيَةِ﴾[1]

دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں (جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے) مونچھیں تراشنا اور داڑھی کو بڑھانا۔

اب محض دنیا کے لئے اور دنیاداروں کی نگاہ میں فیشن ایبل بننے کیلئے فطرتِ اسلام کے خلاف عمل کرنا حد درجہ ضلالت وحماقت ہے، مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر معاملے میں اپنے پیارے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقہ دیکھے اور اسی پر عمل کرتے ہوئے ساری زندگی بسر کرے۔

1۔ صحیح مسلم شریف، کتاب الطهارة ،باب خصال الفطرة ،128/1، بخاری شریف 42/10 میں ہے الفطرة خمس ومنها قص الشارب

مشرکوں اور یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ اَوفِرُو اللِّحٰى واَحْفُوْا الشَّوَارِبَ﴾[1]

''مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ''

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا:

﴿يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إنّ اَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَنَانِيْنَهُمْ وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ قَالَ، فِقَالَ النَّبِيُّ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِّرُوْا عَنَانِيْنَكُمْ وَخَالِفُوْا اهلَ الْكِتَابِ﴾[2]

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہود ونصاریٰ داڑھیوں کو کاٹتے اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا تم مونچھیں کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ، یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔''

فیصلہ آپ کریں:

مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ داڑھی بڑھانا، مونچھیں کٹوانا یہ فطرت ہے اور جو شخص اس کے الٹ عمل کرتا ہے گویا وہ فطرت کو بدلتا ہے جو بہت بڑا جرم اور سنگین گناہ ہے، پھر آپ علیہ السلام نے کئی بار صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں تراشوں اور یہود ونصاریٰ سمیت مشرکوں کی مخالفت کرو۔ اب جو شخص مونچھیں بڑھائے، داڑھی کٹوائے، فطرتِ اسلام، آپ ؐ کے حکم اور سنت کی مخالفت کرتے

---

[1] صحیح بخاری شریف، کتاب اللباس، باب تقليم الإظفار 428/10، حدیث 5892

[2] مسند احمد، مسند الانصار، 5/265، صفحہ 1647، حدیث 22639، طبع بیت الافکار الدولیۃ

ہوئے یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کی موافقت کرے کیا وہ اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب کا مستحق نہیں......؟

یقیناً ہے اور ایسے باغی اور نافرمان پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کا عذاب ضرور آئے گا یہی قرآن کہتا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أو يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

مفہوم: جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم (طریقے اور سنت) کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسا کرنے سے باز آ جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حکم رسولؐ کی مخالفت کی وجہ سے ان پر کوئی آزمائش یا دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

قارئین کرام! دنیا کے دھوکے میں آ کر نبیوں کے سردار، معصوم دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ کریں۔ اپنے آپ کو بدلیں، سمجھائیں اور ماحول و معاشرہ کی غلط ریت اور روش کو پاؤں تلے روندتے ہوئے سنت رسول پر عمل کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ رب العالمین آپ کو دنیا و آخرت کی بھلائی اور عزت عطا کرے گا۔

ایسے شخص کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں:

مونچھیں بڑھانے والے شخص سے رسول اللہ نے شدید نفرت کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر اب کوئی ساتھ ہی داڑھی بھی منڈوا دے تو ایسا شخص اسلام میں بہت بڑا مجرم ہے اور شاید اُس کی پکڑ کے لئے یہی گناہ کافی ہو کہ اس نے دنیا کی خاطر اللہ کے آخری محبوب پیغمبر ﷺ کی مخالفت کی۔

سیدنا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا﴾[1]

جس نے اپنی مونچھوں کو نہ تراشا وہ ہم میں سے نہیں۔

تراشنے کا طریقہ:

مونچھوں کے جو بال ہونٹ یا لب پر گریں اور مشروب پیتے ہوئے تر ہو جائیں ان زائد بالوں کو کاٹنا فرض ہے وگرنہ آدمی گنہگار، سنت رسول بلکہ حکم رسول کا مخالف ہوگا، احادیث کے الفاظ کے مطابق مونچھیں چھوٹی ہونی چاہئیں، تراشنے اور کٹوانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سرے سے مونڈ دیا جائے، جس طرح بعض صوفی مزاج لوگ استرے کے ساتھ صاف کر دیتے ہیں، یہی فہم اکثر شیوخ کی ہے، بلکہ امیر المومنین فی الحدیث، شیخ الاسلام امام ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

﴿هذا الحديثُ يدلُّ على أنَّ المشروع في الشَّارِبِ أنْ يُوخذَ بعضُه وهو مَاطَالَ على الشَفَةِ وأماأخُذُهُ كلُّه كما يفعلُه بعضُ الصُّوفِيَةِ وغيرِهِم فهو كما قال مالكٌ مُثْلَةٌ وقد وَجَدْتُ شَاهِدًا أنَّ حَجَّامًا أخَذَ مِنْ شَارِبِ النَّبِيِّ﴾[2]

یہ حدیث اس معنیٰ پر دلالت کرتی ہے کہ مونچھوں کا کچھ حصہ جو ہونٹ پر گرے اس کو تراشنا چاہیے، سرے سے ساری مونچھوں کی صفائی کر دینا جس طرح بعض صوفی اور شدت پسند لوگ کرتے ہیں یہ جیسا کہ امام مالک نے فرمایا مثلہ ہے اور اس طرح میں

---

[1] جامع ترمذی شریف، ابواب الاستیذان والآداب، باب ماجاء فی قص الشارب 34/8، حدیث 2909، مسند ابن ابی شیبة 1 / 354، حدیث 518

[2] جامع ترمذی شریف، ابواب الاستیذان والآداب، باب ماجاء فی قص الشارب 34/8، حدیث 2909

نے ایک دوسری حدیث کو پڑھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حجام نے صرف آپ کی زائد مونچھیں تراشی تھیں۔

آج تقریباً ہر شخص جانتا ہے کہ داڑھی رکھنی چاہیے (یہ فرض اور آپ کا سخت حکم ہے) اگر یہ معیوب چیز ہوتی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر کبھی نہ ہوتی، مگر سب کچھ جاننے سمجھنے کے باوجود ہم عمل نہیں کرتے، بلکہ بار بار مخالفت کرتے ہیں، بلکہ کچھ عورتیں تو یوں بھی کہتی ہیں کہ یہ عمر ہے داڑھی رکھنے کی، ابھی سے بابا بن گیا ہے۔ ایسی عورتیں ہی ایمان کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں، ان بے دین عورتوں کی باتوں اور فرمائشوں میں آ کر اپنے پیارے رسول ﷺ کی مخالفت نہ کریں، جوانی کی عمر ہی داڑھی رکھنے کی عمر ہے۔ یہیں سے تو ایمان کا پتہ چلتا ہے۔

اچھی طرح جان لیں! اسلام کی رو سے جو سمجھ ہونے کے باوجود سستی کرتا ہے باغی، سرکش اور متکبر ہے اس لئے آج ہی ایسی غفلتوں سے باز آ جائیں اور اپنی داڑھی کو بڑھائیں، مونچھیں تراشیں اور حضرت محمد ﷺ جیسا چہرہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتیں
اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد ہم میں سے نہیں

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو خوبصورت پیدا فرمایا ہے جس طرح مرد کو اس کی ذمہ داری اور منصب کے مطابق بہت ہی دلکش قد کاٹھ عطا کیا، اسی طرح عورت کی فطرت ونزاکت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے نرم ونازک لطیف وجود سے نوازا۔ غرض کہ مرد وزن کا جسمانی اعتبار سے جو فرق ہے وہ انتہائی مناسب اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ لیکن کچھ دنیا کی ہوس کے ڈسے ہوئے آوارہ مزاج مرد وخواتین کو یہ فرق اچھا محسوس نہیں ہوتا۔ اسی لئے مرد کلین شیو کروا کر، کانوں میں بالیاں لگا کر، عورتوں کی طرح بڑے ناز ونخرے اور فخر سے گھومتے پھرتے ہیں، اور عورتیں ابرو کے بال تراش کر، سر کے بال چھوٹے کراتے ہوئے اپنی لٹ کو لہرا کر سرعام گلی بازاروں میں بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دے رہی ہیں جبکہ ایسے بدکردار مرد وخواتین نئی نسل کیلئے بہت بڑا فتنہ ہیں۔ مسلم معاشرہ کی تباہی و بربادی میں ایسے لوگ زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں اور یاد رکھیں! ایسے فیشن مزاج اور آوارہ سٹائل مرد وخواتین اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدتر ہیں۔

❁ بچپن میں والدین کی غفلتیں:

جسمانی خدوخال کے ساتھ ساتھ مرد وخواتین کی ظاہری وضع قطع، لباس، چال ڈھال اور رہن سہن میں بھی دین اسلام نے بہت زیادہ فرق کیا ہے۔ مثلاً عورت کیلئے لمبی چادر، برقعہ (آج کل کا فیشنی نہیں سادہ) تیز رنگت والی ہلکی خوشبو، سونے کے زیور اور ریشم کے ملبوسات پہننا اور گلی یا سڑک پر ایک طرف چلنا وغیرہ

اور اسی طرح مرد کے لئے سفید یا کوئی اور سادہ لباس، سر پر ٹوپی یا پگڑی، ہلکی

رنگت والی تیز خوشبو، منہ پر نورانی داڑھی وغیرہ

اگر والدین بچپن ہی سے ان چیزوں کا خیال رکھیں اور بچوں کو بچیوں کے لباس، سامان زیبائش وغیرہ کا استعمال کرنے سے روکیں اور بچیوں کو بچوں جیسی وضع قطع کرنے سے منع کریں تو شاید یہ فتنہ اس قدر زیادہ نہ بڑھے۔ مگر آجکل اکثر والدین ان چیزوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے۔ صرف ماں یہ دیکھتی ہے کہ میرے بچے اور بچی کو کون سی چیز اور کون سا انداز اچھا لگتا ہے۔ جو فیشن اچھا لگتا ہے بغیر کسی خوف کے وہی اپناتی ہے، چاہے اس کی قرآن و حدیث میں سخت ممانعت ہی کیوں نہ ہو.....! گھروں میں بچوں کو ریشمی لباس پہنانا، سونے کی انگوٹھی ڈالنا یا بچیوں والے رنگیں ریڈی میڈ سوٹ پہنانا اس کو کوئی جرم یا گناہ نہیں سمجھا جاتا۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ:

﴿لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرجل يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمرأةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ﴾[1]

رسول اللہ نے عورت کا لباس پہننے والے مرد اور مرد کا لباس پہننے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

جس طرح سونے اور ریشم کی حرمت پہلے دن کے بچے سے لے کر ادھیڑ عمر کے بوڑھے تک کے لئے ہے۔ اسی طرح عورتوں سے مشابہت رکھنے والے لباس کی حرمت و لعنت چھوٹے بڑے، بچوں و مردوں تمام کیلئے ہے اور مردوں کی مشابہت رکھنے والے لباس کی حرمت بچی سے لے کر بی بی تک ہے۔

مگر صد افسوس! کہ فیشن نے قوم کو اتنا اندھا کر دیا کہ دل سے حدیث رسول کا وقار، احترام اور رعب ہی مٹ گیا یہاں تک کہ آجکل منبر و محراب کے وارث علماء کرام

1۔ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء

بھی اسی ڈگر پر چل نکلے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آج والدین کو اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھاتے ہوئے اولاد کی شریعت کے مطابق تربیت کرنی چاہیے، وگرنہ آپ کی اولاد جہاں دنیا میں نافرمان ہوگی، وہاں روزِ آخرت آپ کے لئے تباہی کا سامان ہوگی۔

شدید نفرت:

ہمارے پیر و مرشد حضرت محمد ﷺ نے ان مردوں سے بیزاری کا اظہار کیا جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور اسی طرح ان عورتوں کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جو مردوں جیسی وضع قطع اور چال ڈھال اختیار کرتی ہیں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

﴿لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ﴾[1]

''مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت اور عورتوں کی مشابہت کرنے والا مرد یہ دونوں ہم میں سے نہیں''

حضرت سالمؒ اپنے والدِ گرامی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالدَّيُّوثُ وَالرَّجُلَةُ﴾[2]

''تین طرح کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے، ماں باپ کا نافرمان، بے غیرت اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت''

---

1. صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 956/2، حدیث 5433، حجاب المرأۃ المسلمۃ صفحہ 66
2. سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ جلد 7 جز 1، حدیث 3099 صفحہ 265

اس قدر سخت وعید کے بعد ایمان اور تقوے کا یہی تقاضا ہے کہ ہم معمولی سے معمولی مشابہت سے بھی گریز کریں اور جسمانی خدوخال کے ساتھ ساتھ ظاہری وضع قطع، لباس اور بول چال میں شریعت نے جو فرق رکھا ہے، اُس ملحوظِ خاطر رکھیں۔ وگرنہ بے حیائی، فحاشی اور فتنوں کی دلدل سے ہمارا نکلنا بہت مشکل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے آخری حبیب حضرت محمد ﷺ کی مکمل اطاعت کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں

اسلام میں اللہ کے سوا کسی غیر کی قسم اٹھانا درست نہیں، آپ علیہ السلام کا فرمان ہے ﴿فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْلِيَصْمُتْ﴾ [1] جو کوئی قسم کا ارادہ کرے تو وہ صرف اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔

ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے کہا مجھے کعبہ کی قسم، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ کے سوا کسی غیر کی قسم نہ اٹھاؤ

﴿فَإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ﴾ [2]

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا۔

اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ مقدس مقامات کی قسمیں اٹھانا بھی ممنوع ہیں،

1 صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب لاتحلفوا بآبائکم 646/11 حدیث 6646

2 سنن ابی داؤد، ابواب الایمان والنذور، باب ماجاء فی کراھیۃ الحلف بغیر اللہ

جب بھی قسم کی ضرورت پڑے تو صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانی چاہیے۔

آج کل قسم اٹھاتے ہوئے یہ جملے عام کہے جاتے ہیں مجھے تیری قسم، تیری زندگی کی قسم، تیرے حسن کی قسم، ماں باپ کی قسم یا میری قسم لگے وغیرہ

مندرجہ ذیل حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص سے ناراضگی، نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَنْ حلَفَ بِالأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا﴾[1]

جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

اس کا مفہوم یوں ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مجھے امانت کی قسم ہے یہ غلط ہے کیونکہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات کی اٹھانی چاہیے، جبکہ امانت یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرض ہے جس طرح نماز، روزہ، حج وغیرہ ہیں ان کی قسمیں اٹھانا شریعت میں سخت ممنوع ہیں۔ اسی طرح بتوں کی یا ناجائز چیزوں کی قسم اٹھانا بالاولی حرام ہے۔

نوٹ: قرآن کی قسم اٹھائی جا سکتی ہے کیونکہ یہ مخلوق نہیں۔ اللہ کی صفت ہے اور رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار اللہ کے ذاتی نام کو چھوڑ صفات کی قسم بھی اٹھا لیا کرتے تھے۔ جس طرح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ

﴿كَانَتْ يمِيْنُ النبی ﷺ لا، ومقلبِ الْقُلُوْبِ﴾

نبی کریم ﷺ کی قسم یہ ہوتی نہیں اور دلوں کو پھیرنے والے کی قسم

نصوص شرعیہ سے واضح ہوا کہ اللہ کی ذات کے ساتھ ساتھ اُس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے اور اس کے علاوہ نبی، ولی یا مقدس جگہ کی قسم اٹھانا حرام ہے۔

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب (131/3) حدیث 2954، صحیح الجامع الصغیر وزیادته 1066/2، حدیث 6203، سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والنذور، باب کراھیة الحلف بالأمانة

بدلے کے ڈر سے جس نے سانپ نہ مارا وہ ہم میں سے نہیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت اور قدرت کے تحت بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا، ہر مخلوق کی تخلیق میں اس کی قدرت کی نشانیاں اور بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، بعض درندے اور حیوان بظاہر انسان کے سخت دشمن ہوتے ہیں اُن کے ڈسنے اور کاٹنے سے انسان کا زندہ رہنا ممکن نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود انہی حیوانات کی ادویات انسان کے لئے کئی امراض میں از حد مفید ثابت ہوتی ہیں۔

کچھ حشرات وحیوانات کو مارنے سے رسول اللہ نے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ

﴿نَهَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ أربَعٍ مِنَ الدَّوَابِ، اَلنَّمْلَةِ، وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ﴾[1]

"رسول اللہ ﷺ نے چار حیوانوں کے قتل سے منع فرمایا، چیونٹی، شہد کی مکھی، ھدھد اور ممولا (یا لٹورا)"

اور سانپ اور بچھو کے متعلق فرمایا ان کو حرمِ مکہ ومدینہ میں حالتِ نماز میں بھی زندہ نہیں چھوڑنا بلکہ جوں ہی دیکھو تو ان کو فوراً قتل کردو۔

مندرجہ ذیل حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے سانپ کو مارنے کا حکم فرمایا اور جو شخص اس ڈر سے سانپ کو نہ مارے کہ وہ مجھ سے بدلہ لے لیں گے تو وہ ہم میں سے نہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

[1] سنن ابی داؤد شریف، کتاب الادب، فی قتل الذر، صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والاباحة، باب قتل الحیوان

﴿مَنْ رَأَى حَيَّةً فَلَمْ يَقْتُلْهَا مَخَافَةَ طَلَبِهَا فَلَيْسَ مِنَّا﴾ 1

''جس نے کوئی سانپ دیکھا مگر اس اندیشہ سے اس کو قتل نہ کیا
کہ سانپ اس سے بدلہ لے لیں گے تو وہ ہم میں سے نہیں۔''

ہمارے ہاں عموماً یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اگر جوڑی میں سے سانپ کو مارا جائے تو سپنی اس کا بدلہ ضرور لیتی ہے بلکہ جس روز سانپ قتل ہو سال بعد اسی روز اُس پر حملہ کرتے ہوئے اس کو ڈس لیتی ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جن وغیرہ ان کی راہنمائی کرتے ہیں اور کچھ بزرگ حضرات بھی اس طرح کے واقعات سناتے ہیں کہ بدلہ لینے کے لئے سپنی ہر سال ضرور آتی ہے۔ اگرچہ اس کے ڈسنے سے آدمی قتل نہیں ہوتا مگر وہ ڈستی ضرور ہے۔

قارئین کرام! ان تمام احتمالات اور واقعات کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر عمل کرنا چاہیے، مستقبل میں ڈسے جانے کے ڈر سے کسی سانپ کو نہ مارنا یہ گناہ ہے اور ایک اعتبار سے بداعتقادی بھی ہے۔

لہٰذا جہاں بھی یہ موذی جانور نظر آئے اس کو کامل احتیاط کے ساتھ فوراً قتل کر دیں تا کہ وہ کسی دوسرے کو نقصان نہ دے سکے اگر ہم سپنی کے ڈر سے سانپوں کو زندہ چھوڑتے رہے تو کئی جانوں کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ حدیث رسول ﷺ کی حکمتوں کو سمجھ کر عمل کریں۔

العبد الفقیر الی اللہ الغنی

عبدالمنان راسخ

خادم السنۃ النبویۃ الشریفۃ

غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولأساتذتہ

7 ستمبر 2004ء بروز منگل

---

1 صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ 1072/2، حدیث 6147

ضعیف روایات

کسی لفظ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرتے ہوئے پہلے سو مرتبہ سوچنا چاہیے، کیونکہ بغیر تحقیق و تفتیش کے کسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

ہم بڑی معذرت اور ادب سے یہ بات کہیں گے کہ آج ہماری تقریروں اور تحریروں میں اکثر مواد ضعیف جداً، متروک اور من گھڑت درجے کا ہوتا ہے۔ اور بڑی جسارت ہے اُن خطباء و مصنفین کی جو بغیر تحقیق کے عوام الناس میں غیر ثابت واقعات اور احادیث بیان کرتے ہیں۔ اگر یہ گناہ عمداً اپنی تقریر و تحریر کو بڑھانے، چمکانے اور سیٹ کرنے کیلئے کیا جاتا ہے تو بہت خطرناک اور مہلک ہے۔

اور بالفرض یہ سلسلہ جہالت ولاعلمی کی وجہ سے ہے تو پھر بھی درست نہیں، ایسی صورت میں بھی آدمی مجرم ہوگا کہ اس نے وسائل، مصادر اور تحقیق کے مواقع ہونے کے باوجود محنت اور کوشش نہ کی اور سچے دین سے لوگوں کو دور رکھا۔

صد افسوس! کہ ہمارے پیارے محدثین کرام نے ایک ایک حدیث کیلئے مہینوں کا سفر کیا مگر ہم اپنی لائبریری یا شہر کے مکتبہ میں جا کر ایک حدیث کی تحقیق نہیں کر سکتے۔ آیا یہ حدیث آنجناب ﷺ تک صحیح ثابت بھی ہے یا نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارے تقوے اور اخلاص کی حالت یہ ہے کہ ہم اپنی تقاریر و تحریروں کا منہ بولا معاوضہ وصول کرتے ہیں۔ تو کیا پھر ہم پر یہ دوہرا فرض نہیں کہ ہم کامل احتیاط اور تحقیق کے بعد اپنی زبان کو حرکت دیں اور قلم سے لکھیں۔ یاد رکھیں! ایک دن بارگاہِ ربانی میں جواب طلبی ضرور ہوگی۔

اتقو اللہ ایھا الخطباء والمصنفین ولا تقولوا علی الرسول مالا تعلمون

دورانِ تحریر کچھ احادیث ایسی بھی ملی ہیں جو حضرات محدثین کرام کی تحقیق کے مطابق صحیح نہیں۔ ان الفاظ کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کرنے سے پرہیز کریں۔

1)...... من استنجیٰ من الریح فلیس منا

2)...... من توضاء بعد الغسل فلیس منا

3)...... من لم یوتر فلیس منا

4)...... من وطی الحبلی فلیس منا

5)...... لیس منا من خصیٰ ولا اختصیٰ

6)...... لیس منا من دعا الی عصبیة

☆ لیس منا من قاتل علی عصبیة

☆ لیس منا من مات علی عصبیة

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

حدیث رسول ﷺ کا خادم

اللہ کی رحمت اور آپ کی دعاؤں کا طلبگار

عبدالمنان بن مولانا حکیم عبدالرحمٰن ؒ راسخ

خطیب: مومن آباد، فیصل آباد

8 ستمبر 2004ء بروز بدھ

وہ کتب جن سے استفادہ کیا گیا

القرآن الکریم: کلام رب العالمین، نزل بہ روح الامین، علی سیدنا محمد رحمة للعالمین

﴿**اعلام الموقعین عن رب العالمین**﴾ للامام ابن قیم الجوزیةؒ فی اربع مجلدات

﴿**تحفة الاحوذی بشرح الجامع الترمذی**﴾ للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوری، 1353ھ، دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان

﴿**تنقیح المقال فی علم الرجال**﴾ للعلامة الجلیل المامقانی. مجلدین کبیرین

﴿**الجامع**﴾ للإمام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی 279ھ

((**الجامع فی الحدیث**)) للامام عبداللّٰہ بن وھب القرشی المصری، المتوفیٰ 197، دارِ ابن الجوزی، الدمام المملکة العربیة السعودیة

﴿**جامع عباسی**﴾ بھاؤ الدین آملی شیعی بزبان فارسی نسخہ قدیم

﴿**حجاب المراة فی الکتاب والسنة**﴾ محدث العصر شیخ الاسلام امام البانیؒ یھدی ولا یباع وقف للّٰہ تعالیٰ

﴿**حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء**﴾ للحافظ ابی نعیم الاصبھانی المتوفیٰ 430 دارالکتب العربی الطبعة الثانیہ 1967ء بیروت لبنان

﴿**ریاض الصالحین**﴾ للامام الشھیر النووی شارح المسلم

﴿**سلسلة الاحادیث الصحیحة**﴾ للإمام المجدد العلامة الالبانی، مکتبة المعارف، الریاض

﴿**السنن**﴾ للإمام ابی داؤد سلیمان بن الأشعث السجتانی 275ھ

﴿**السنن**﴾ للإمام ابی عبداللّٰہ محمد بن یزید القزوینی 273ھ

﴿**السنن**﴾ للإمام ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی 303ھ

((**السنن**)) للامام الکبیر ابی محمد عبداللّٰہ بن عبدالرحمن الدارمی 255ھ الناشر دار احیاء السنة النبویة.

﴿**السنن الکبریٰ**﴾ للإمام ابی بکر احمد بن الحسین البیهقی 458ھ نشر السنة ملتان

((**شعب الایمان**)) للامام ابی بکر، احمد بن الحسین البیهقی، المتوفی 458ھ، الطبعة الاولیٰ دارالکتب العلمیة،بیروت لبنان

﴿**الصحیح الجامع**﴾ للإمام ابی عبداللّٰه محمد بن اسماعیل البخاری،المتوفی 256ھ

﴿**الصحیح**﴾ للإمام مسلم بن الحجاج القشیری

((**صحیح الجامع الصغیر وزیادته**))للإمام الربانی، شیخ الاسلام محمد ناصر الدین الالبانی، المکتب الاسلامی، الطبعة الثانیة۔

((**صحیح بخاری مترجم**)) ترجمه و تشریح محمد داؤد رازؒ طبعة الاولیٰ ۲۰۰۱ء مکتبه قدوسیه لاهور

((**صحیح الترغیب والترهیب**)) للشیخ الاسلام محمد ناصرالدین الالبانی، مکتبة المعارف للنشر والتوزیع الریاض

((**صحیح سنن الترمذی مترجم**)) للإمام المحدث الالبانی و ترجمه گوندلوی الطبعة الاولیٰ ۱۴۲۱ھ جامعة تعلیم القرآن سیالکوٹ

((**عون المعبود شرح سنن ابی داؤد**)) لشیخ المحدث شمش الحق ڈیانوی، دارالکتاب العربی بیروت لبنان

((**فتح الباری بشرح صحیح البخاری**))للإمام ابن حجر دارالسلام

﴿**قوانین الشریعة فی فقه جعفریه**﴾ اہل تشیع کے ممتاز عالم محمد حسین نجفی مکتبہ سبطین سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

((**مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**)) للحافظ نور لدین علی بن ابی بکر الهیثمی المتوفی ۸۰۷ھ، الناشر مکتبة الرشد، الریاض

((**مجمع الزوائد و منبع الفوائد**)) للحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الهیثمی المتوفی ۸۰۷ھ طبعة ۱۹۸۶م من منشورات مؤسسة المعارف بیروت

﴿**مرئة العقول فی شرح اخبار آل الرسول**﴾ امام ملا باقر مجلسی

مجدد فقہ الامامیہ

((**المستدرک علی الصحیحین**)) لابی عبداللہ الحاکم النیسا بوری مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب

((**مسند احمد**)) للإمام الشہیر احمد بن حنبلؒ /بتحقیق احمد محمد شاکر دارالمعارف للطباعۃ والنشر بمصر، ومن اشبکۃ کمبیوتر

((**مسند ابن ابی شیبۃ**))للامام الحافظ عبداللّٰہ بن محمد بن ابی شیبۃ 235ھ، دارالوطن،الطبعۃ الاولیٰ، الریاض،السعودیۃ

((**المصنف**)) للحافظ ابی بکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی المتوفی 211ھ الطبعۃ الاولیٰ من منشورات المجلس العلمی۔

((**المعجم الوسیط**)) للأساتذہ إبراھیم مصطفیٰ وأحمد حسن الزیات وحامد عبدالقادر ومحمد علی النجار المکتبۃ العلمیۃ طھران

((**المنھاج شرح مسلم بن الحجاج**)) قدیمی کتب خانہ کراچی

((**موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان**))للھیثمی المطبعۃ السلفیۃ 201شارع الفتح بالروضۃ

((**نیل الأوطار**)) للامام الکبیر العلامہ الشوکانی،طبع فی مجلد واحد من دار ابن حزم بیروت

((**ھامش المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ**)) للإمام المحدث الماھر بعلم الرجال ابن حجر العسقلانی الطبعۃ للدارالعاصمۃ ۲۰۰۰م

❁❁......❁❁......❁❁